جماعتِ احمدیہ انگلستان کا اکیسواں (۲۱) جلسہ سالانہ

ہوتی نہ اگر روشن وہ شمعِ رُخِ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دُنیا کے پروانے

اوپر: امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا خطاب ● نیچے: حاضرینِ جلسہ ہمہ تن گوش ہیں
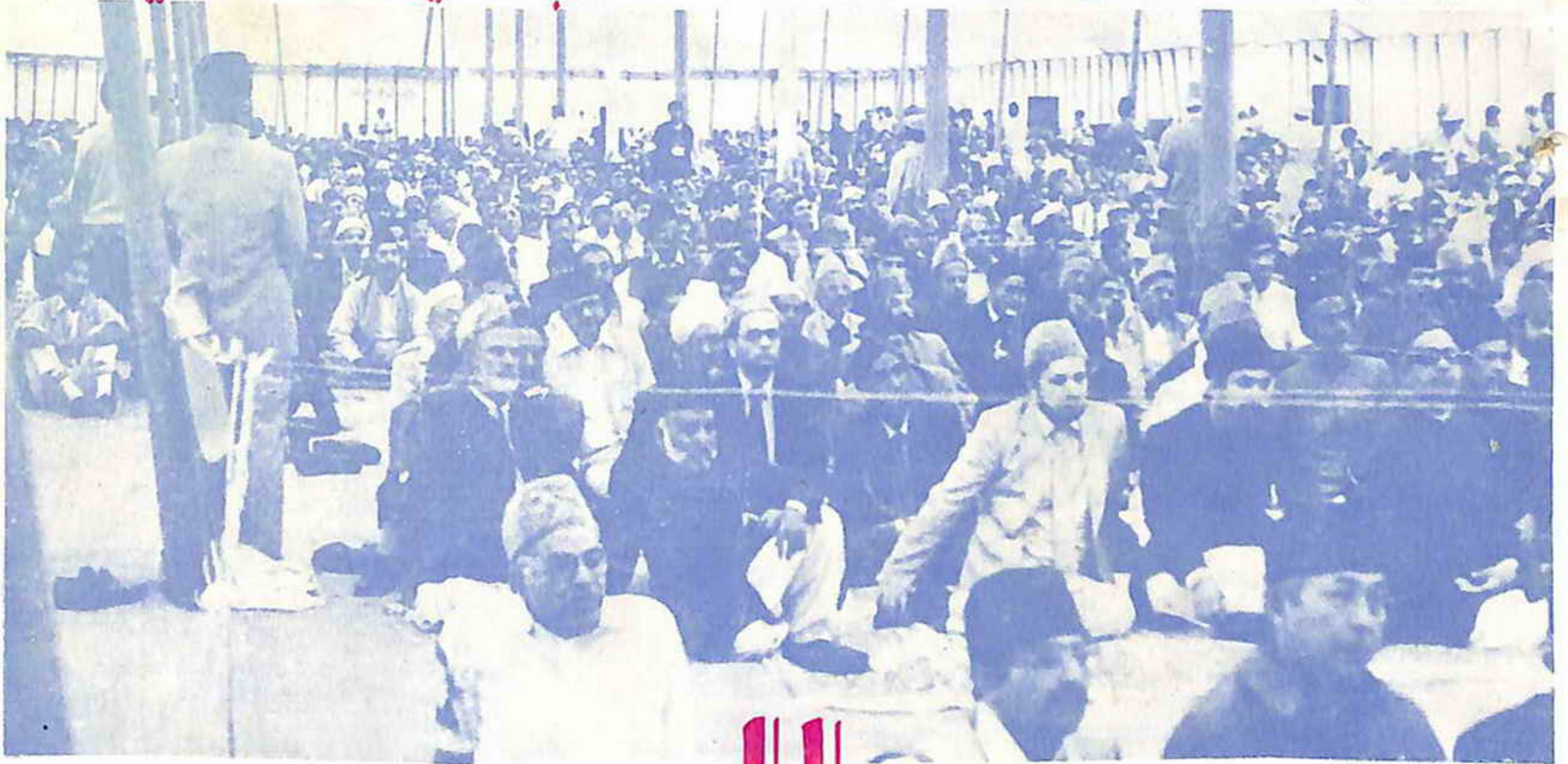
ماہنامہ ربوہ

جولائی، اگست ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

ایڈیٹر — نائبین

عبدالسمیع خان : منیر احمد منور، عبدالقدیر قمر، محمد عثمان شاہد

قیمت سالانہ : ۲۵ روپے
ماہانہ : ۲ روپے ۵۰ پیسے
ممالک بیرون : ۱۵۰ روپے

اس شمارہ میں

پبلشر: مبارک احمد خالد • پرنٹر: قاضی منیر احمد • مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ • رجسٹرڈ نمبر: ایل ۵۸۳۰ • کتابت: شیخ عبدالماجد - ربوہ

اداریہ

مہجوروں کا پیغام

جماعت احمدیہ انگلستان گذشتہ دو دہائیوں سے اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرتی چلی آرہی ہے لیکن گذشتہ سال بیسویں جلسہ سالانہ کو ایک عظیم الشان امتیاز حاصل ہوا جو بلاشبہ تاریخ احمدیت کا عجیب موڑ اور انگلستان کی جماعت کے لیے یقیناً بے انتہا برکتوں اور رحمتوں کا موجب بنا۔ وجہ امتیاز یہ تھی کہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے لندن میں رونق افروز ہونے کے باعث اس جلسہ نے تمام مراحل حضور کی براہِ راست اور خصوصی نگرانی میں طے کئے اور اپنے رنگ ڈھنگ اور نقوش کے لحاظ سے یہ جلسہ مرکزی جلسہ سالانہ کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔

۱۹۸۴ء میں غیر معمولی حالات کی وجہ سے ربوہ کا مرکزی جلسہ منعقد نہ ہوسکا تھا جس کی وجہ سے تمام عالم کا احمدی خاص طور پر پاکستان کا احمدی شدید کرب کا شکار تھا۔ اپنے امام کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بیقراری بڑھتی جارہی تھی۔ شاید یہ بے چین روحوں کی آہ و زاریاں ہی تھیں۔ جنہوں نے ایک اور رنگ میں خدا کے فضلوں کو جذب کیا اور جماعت انگلستان کو یہ توفیق دی کہ وہ دنیا کے کونے کونے سے آنے والے احمدی تشنگانِ محبت کی میزبانی کا اعزاز حاصل کرے۔ اور جماعتِ انگلستان نے واقعتاً اس اعزاز کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ چنانچہ دنیا کے قریباً ۴۷ ممالک کے احمدی اس جلسہ میں شریک ہوئے اور ایک عجیب رُوحانی کیف اور جذب و مستی کے عالم میں واپس لوٹے جلسہ کے بعد ایک عالمگیر مجلس مشاورت اور پریس کانفرنس بھی ہوئی اور ہر پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے مثال کامیابیوں سے ہمکنار ہوا۔

آج کی دنیا میں اس للّٰہی محبت کی کوئی مثال نہیں جو جماعتِ احمدیہ کو اپنے امام سے ہے اور اس جلسہ پر بھی اس کے بڑے روح پرور مناظر دیکھنے میں آئے۔ وہ احمدی بھی ہزاروں میل کا سفر طے کرکے بڑے دُکھ اُٹھا کر اس جلسہ میں شریک ہوئے جنہیں دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں آتا۔ ان فاقہ کشوں کو آسمان بھی رشک کی نظر سے دیکھتا ہوگا جو اپنے امام کی خاطر دنیا کا سب کچھ لٹا کر وہاں پہنچے تھے۔ مگر روحانی دولت سے مالامال ہوکر گھروں کو واپس آئے۔

ان احمدیوں نے تو اپنے دلوں کو سکون پہنچا لیا۔ مگر لاکھوں کی تعداد میں احمدیوں کا اپنے مولیٰ کے سوا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ جن کو لندن پہنچنے کی استطاعت نہ تھی۔ ان مجبوروں کی دلی تڑپ کا راز داں صرف خدائے بزرگ و برتر ہے تاریخ احمدیت کے اس غیر معمولی جلسہ کی بے انتہا خوشی اپنے بعد جدائی کی ناقابل برداشت ٹیسیں چھوڑ گئی ہے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان کا سوز دروں اور گہرا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ شمع اور اس کے پروانے بیک وقت ایک ہی آگ میں جل رہے ہیں۔ مگر ان کے مابین بظاہر ناقابلِ عبور فاصلے حائل ہیں۔ ان کے درد کا مداوا صرف اس قادرِ مطلق کے ہاتھ میں ہے جو پل بھر میں زمین و آسمان کو زیر و زبر کر سکتا ہے۔

۴ ماہ کے بعد پھر وہی بہار کا موقعہ آن پہنچا ہے۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷ جولائی کو لندن میں جماعت احمدیہ انگلستان کا اکیسواں سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ تمام عالم کے صاحب استطاعت اور صاحبِ توفیق احمدی کشاں کشاں محو پرواز ہو رہے ہیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے محبوب کا دیدار عام ہوگا۔ روحانی بہار کا موسم ہوگا۔ تثلیث کے مرکز میں توحید کے علمبردار جمع ہونگے۔ ہر طرف رونقیں اور خوشیاں پھیلیں گی اور مسرتوں کا بسیرا ہوگا۔

اے آقا! تجھے تیرے پروانوں کا یہ مقدس اجتماع مبارک ہو۔ جن کو دیکھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اور تیرا دل تسکین پاتا ہے ہم مجبور بھی تیرے حضور سلام عرض کرتے ہیں۔

آقا! ہم اپنے مولیٰ کی تقدیر پر راضی ہیں۔ اور اس سے کوئی شکوہ نہیں کرتے مگر تیری دید کی آرزو تو ایک انمٹ خواہش ہے جو ہر آن زندہ اور سدا بہار جوان رہتی ہے۔ یہ بھوک تو تجھے دیکھ کر بھی نہیں مٹتی۔ تیرے بغیر کیسے مٹ سکتی ہے۔

اے انگلستان کی جماعت! تجھے اس جلسہ کی میزبانی مبارک ہو۔ تیری نسبت تو صدیوں پہلے گذرے ہوئے ان لوگوں سے ہو چکی ہے۔ جن کی عظمتوں کو تاریخ ہمیشہ سر اٹھا کر دیکھا کرتی ہے۔

اور اے اقصائے عالم کے خوش نصیب احمدیو! جو اس جلسہ میں شمولیت کی سعادت پا رہے ہو۔ منزلِ عشق کی طرف تمہیں ہر قدم اٹھانا مبارک ہو۔ اپنی خوشیوں کے سمندر میں غوطے لگاتے ہوئے اپنے ان لاچار بھائیوں کو بھی یاد رکھنا۔ جن کے جسم تو اپنی اپنی جگہوں پر ہیں۔ مگر ان کی روحیں ہر لمحہ تمہارے ساتھ کوئے یار کا طواف کریں گی۔ ہم تمہارے ساتھ مل کر رحمتِ باری کے قدم بھگوتے رہیں گے ہم اپنے کچلے ہوئے جذبات، سینوں میں دبی ہوئی آہیں، دنیا سے چھپائی ہوئی سسکیاں اور بے قرار تمنائیں تمہارے ساتھ کرتے ہیں ہم اپنے بلند و بالا ولولے، رضائے باری تعالیٰ کی بے پناہ امنگیں اور ناقابلِ تسخیر عزائم بھی تمہارے ساتھ کرتے ہیں۔ ہم اپنے ہونٹوں کی مسکراہٹ اور صرف خدا کے حضور بہنے والے اشکوں کی برسات بھی تمہارے ساتھ کرتے ہیں۔

یہ سارے تحائف اپنے آقا، ہم سب کے آقا کے ساتھ مل کر خدا کے حضور پیش کرنا۔ ہم اس کی رحمت کا انتظار کرتے ہیں ہماری یہ دعائیں قدم قدم تمہارے ساتھ رہیں گی کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی چادر اس جلسہ کے ذرے ذرے پر سایہ فگن رہے اسکے پیار کی خوشبو اس جلسہ کے انگ انگ کو معطر کر دے۔ اس کی رحمت کی بارش اس کے چمن چمن اور روش روش کو نہال کر دے۔ اس مقدس جلسہ کو ایسی کامیابیوں کا پیش خیمہ بنا دے۔ جن کے ہم کئی نسلوں سے منتظر ہیں۔ (آمین)

میرا بھی انہیں سلام کہنا

(مکرم مبارک احمد صاحب ظفر۔ ربوہ)

اے شہر لندن کو جانے والو! میرا بھی انھیں سلام کہنا
تڑپ رہا ہے فراق و ہجراں میں اُن کا ادنیٰ غلام کہنا

نہ جانے کیسا ہے کوئے جاناں کہ دن گذرتے نہیں وہاں پر
یہاں تو پل پل مسافتیں ہیں! اب اور کتنا ہے قیام کہنا

دیکھنے کو تڑپ رہے ہیں وہاں تو سارے ہی اہلِ وادی
ہوئے ہیں دل اب اُداس جیسے باغ میں چھائے شام کہنا

اُنھیں خبر دو کہ تشنہ لب ہیں مریض سارے ہی میکدے میں
خدا را اب لوٹ آؤ ساقی! ہوئے ہیں سب خالی جام کہنا

ہم اُن کی یادوں کی کہکشاں سے سجائے رکھیں گے بام و در کو
انہی کے قدموں میں جان دیں گے یہی ہے اپنا مقام کہنا

نصرتِ حق ہو ساتھ ہر دم "رہیں سلامت، رہیں جہاں بھی"
فتح کا دن اب آئے جلدی دُعا ظفرؔ کی مدام کہنا

○

اہلِ مشرق کیلئے ایک تحفہ

اے میرے سانسوں میں بسنے والو!

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ منظوم کلام جو جلسہ سالانہ انگلستان میں ۲۷۔ جولائی ۱۹۸۶ء کو حضور کے اختتامی خطاب کے بعد دعا سے پہلے پڑھا گیا۔

دیارِ مغرب سے جانے والو دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

ہمارے شام و سحر کا کیا حال پوچھتے ہو کہ لمحہ لمحہ
نصیب اِن کا بنا رہے ہیں تمہارے ہی صبح و شام کہنا

تمہاری خوشیاں جھلک رہی ہیں مرے مقدر کے زائچے میں
تمہارے خونِ جگر کی مے سے ہی میرا بھرتا ہے جام کہنا

الگ نہیں کوئی ذات میری تمہی تو ہو کائنات میری
تمہاری یادوں سے ہی معنون ہے زیست کا انصرام کہنا

اے میرے سانسوں میں بسنے والو! بھلا جدا کب ہوئے تھے مجھ سے
خدا نے باندھا ہے جو تعلق رہے گا قائم مدام کہنا

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے میری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے درد و الم سے تر ہیں مرے سجود و قیام کہنا

تمہیں مٹانے کا زعم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک ان کی کرے گا رُسوائے عام کہنا

خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام کہنا

بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نَو کے اُبھر رہے ہیں۔ بدل رہا ہے نظام کہنا

کلید فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اَب آسماں پر
نشانِ فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

بڑھے چلو شاہراہِ دینِ متیں پہ دیوانہ سائباں ہے
تمہارے سر پر خدا کی رحمت قدم قدم گام گام کہنا

یہاں اک شمع جلتی ہے یہیں آتے ہیں پروانے

جماعتِ احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ کا غیر معمولی کامیابی سے انعقاد

سیدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے رُوح پرور اور ولولہ انگیز خطابات

دُنیا کے کونے کونے سے ساڑھے چھ ہزار فدائیانِ احمدیت کی شرکت

اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں کے جلو میں جماعتِ احمدیہ انگلستان کا اکیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ جولائی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار جماعتِ احمدیہ انگلستان کے نئے مرکز واقع ٹلفورڈ کے وسیع و عریض سبزہ زار میں منعقد ہوا۔ جس میں کم و بیش پچاس ممالک کے فرزندانِ احمدیت پورے جوش و جذبے کے ساتھ شریک ہوئے۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے جلسہ سالانہ کے تینوں دن حاضرین سے خطاب فرمایا۔ نیز درمیانے دن خواتین کے جلسہ میں بھی تشریف لے جاکر اپنے ارشادات سے نوازا۔ حضور کے ایمان پرور اور وجد انگیز خطابات نے سامعین میں زندگی کی نئی حرارت پیدا کردی اور اپنے آقا کے دیدار کے لیے ترسے ہوئے احمدیوں نے جی بھر کر دل کی پیاس بجھائی۔

اس جلسہ کے تمام انتظامات میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت بخشی۔ جلسہ گاہ اور اس کا ماحول جلسہ کے دنوں میں دُعاؤں، ذکرِ الٰہی اور حمد و شکر کے نغموں سے معمور رہا اور توحید کے نعرے پوری شان کے ساتھ بلند ہوتے رہے۔ مرکزِ تثلیث میں وحدانیت کے علمبرداروں کا یہ مقدس اجتماع لندن کی تاریخ میں ایک انمٹ نقش کی صورت میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی دُعائیں ہر آن اس جلسہ کو حاصل رہیں۔ حضور جلسہ سے دو دن قبل ہی اسلام آباد تشریف لے گئے تھے اور احباب سے اجتماعی ملاقاتیں شروع فرما دی تھیں جو جلسہ

کے آخر تک جاری رہیں ۔

جمعہ سے قبل حضور نے نئے مرکز کے پورے علاقے کا معائنہ فرمایا اور تمام انتظامات کا جائزہ لیا۔ جماعت کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر کی اسلام آباد میں نمائش بھی لگائی گئی تھی ۔ حضور نے اس کا بھی افتتاح فرمایا۔ ٹلفورڈ ا اسلام آباد کے علاقہ کی مقامی انتظامیہ نے جماعت سے پورا پورا تعاون کیا۔ چنانچہ نماز جمعہ کے بعد اس علاقہ کے میئر نے انگریزی میں تقریر کی اور جماعت کے حق میں تعریفی کلمات کہے اور جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لیے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا ۔

۱۴ آرام دہ بسیں، مہمانوں کو لندن سے جلسہ گاہ اور وہاں سے لندن لانے کے لیے مصروف رہیں۔

دُنیا بھر میں جماعتِ احمدیہ کی قبولیتِ دُعا کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۶ء بمقام اسلام آباد (انگلستان)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ نمل کی آیت اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مضطر کے ساتھ دُعا کے تعلق کو بیان کیا ہے اور اہل ایمان کو خوشخبری دی ہے کہ وہ ان کو خلفاء الارض بنائے گا اور وہ لازماً بالآخر زمین کے وارث بنائے جائیں گے ۔

فرمایا: دنیا کی قومیں سمجھ رہی ہیں کہ انسانوں کی تقدیر کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں ہیں لیکن قرآن اس کے برعکس یہ حقیقت بیان کر رہا ہے کہ آج جس قوم میں یہ علامات پائی جائیں گی جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں یعنی وہ خدا سے زندہ تعلق پیدا کرے گی اور اضطرار سے اُسے پکارے گی تو انسانوں کی تقدیر اس سے وابستہ کر دی جائے گی ۔

فرمایا: جماعتِ احمدیہ ایک ایسی زندہ جماعت ہے جو قبولیت دُعا کے تازہ اور زندہ نشانات دیکھ رہی ہے ۔ دنیا جس قسم کی مخالفتیں چاہے کر لے، دُعا ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہر قسم کی مخالفتوں پر غالب آنے والا ہے اور اندھیروں کو چیرنے والا ہے ۔

اس کے بعد حضور نے جماعت احمدیہ میں دُعاؤں کی قبولیت کے نشانات کا ذکر فرمایا جو فجی، امریکہ، مشرق و مغرب

اور دنیا کے کونے کونے میں ظاہر ہو رہے ہیں ۔ اور فرمایا کہ ان واقعات کے بیان کرنے سے میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ پیر پرستی کی تعلیم دوں بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ دُعا سے غافل نہ ہوں ۔ اور یہ نشانات اپنی ذات میں دیکھنے کی تمنا کریں ۔ احمدیت خدا کا دوست بننے کے لیے قائم کی گئی ہے ۔ خدا سے ذاتی تعلق میں جماعتِ احمدیہ کی زندگی ہے اور ہر احمدی کو بکثرت خدا سے ذاتی تعلق پیدا کرنا چاہیئے ۔

فرمایا : دُنیا اتنی تیزی سے مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ ان کو احمدیت کی طرف لانے کے لیے محض دلائل کارگر نہیں ہو سکتے بلکہ جب تک دُنیا بکثرت خدا والے نہیں دیکھ لیتی ، اس وقت تک ان کی زندگی میں انقلاب نہیں آ سکتا ۔ دل جیتنے کے لیے لازماً خدا والے بننا ہوگا ۔

فرمایا : یہ سب کاموں سے آسان کام ہے اور اس کے لیے آج میدان خالی ہے کیونکہ دنیا کی اکثریت خدا سے دُور ہے ۔ اس لیے آج ہر وہ آواز جو کامل یقین کے ساتھ خدا کو پکارے گی وہ ضرور سُنی جائے گی رُوحانی قوتوں کو چمکانے اور نمایاں کرنے کے لیے بڑے چلّوں کی ضرورت نہیں بلکہ خلوص اور درد کیساتھ دعاؤں کی ضرورت ہے ۔ پھر اللہ بھی بڑھتے ہوئے پیار کے ساتھ جواب دیتا ہے ۔ یہ صرف آزمائش کا دَور نہیں بلکہ آزمائش کے دَور کا علاج بھی اس میں ہے اور وہ دُعا ہے ۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا افتتاحی خطاب ۲۵ رجولائی ۱۹۸۶ء

تشہد ، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے آیت اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا :

خدا کا بے حد شکر اور فضل و کرم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عاشق اور دیوانے دُنیا کے ایسے ایسے دور دراز ملکوں سے جو مشرق کا کنارہ اور ایسے ایسے ملکوں سے جو مغرب کا کنارہ کہلاتے ہیں اور

احمدیت انسانی دلوں میں عظیم رُوحانی انقلاب پیدا کر رہی ہے

ان جگہوں سے جہاں مشرق اور مغرب کا امتیاز مشکل ہے وہاں سے اللہ کے ذکر کے لیے تشریف لائے ہیں اور سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے ۔

فرمایا: سب آنے والوں کا سفر خوشگوار گزرا ۔ اور ان کی حکومتوں نے ان سے تعاون کیا اور انگلستان کی حکومت نے بھی بہت ہی تعاون کیا ۔

فرمایا: جماعت احمدیہ پر جو یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ یہ پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا کر رہی ہے یہ قطعاً بے بنیاد اور جھوٹا ہے اور جماعت احمدیہ کی تعلیم کے خلاف بھی ہے ۔ فرمایا: جماعت کو بار بار یہی نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ ان کے لیے بد دعا نہ کریں ۔ ان کی بہبود کے لیے دعا کریں ۔ فرمایا: یہ جماعت کو بدنام کرنے کے لیے نہایت جھوٹا پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے، لیکن ہمیں اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں بلکہ خدا کے فرشتے خود اس کا جواب دے رہے ہیں اور آج جماعت اس سے زیادہ گنا معروف اور نیک نام ہو چکی ہے جتنی دو سال پہلے تھی اور ہر ملک میں جماعت کے حق میں آواز بلند کی جا رہی ہے ۔

اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے واقعات بیان فرمائے اور نیز جماعت کی بیرونی سرگرمیوں کا ذکر فرمایا کہ کس طرح یہ جماعت انسانی دلوں میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر رہی ہے ۔ اس ضمن میں غانا ، ایسٹرن ریجن کے ایک عیسائی پادری کا ذکر فرمایا جس نے احمدیت کو قبول کیا اور پھر گرجے کو عبادتِ خداوندی کیلئے جماعت کو پیش کر دیا اور اسی طرح ایک اور دوست کا ذکر کیا جو نہایت شرابی اور علاقے میں بدنام تھا ۔ جب اس نے احمدیت قبول کی تو اس کے اندر ایسا روحانی انقلاب پیدا ہوا کہ اپنے علاقے کا معزز انسان بن گیا ۔

آخر میں حضور نے احمدیت کے مستقبل کے لیے ، احمدی مظلوموں کے لیے نیز دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ دعاؤں کے ذریعہ سے خدا سے مدد مانگیں کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو دنیا کے مظلوموں کے لیے نجات کا باعث بنائے ۔ اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی ۔

دوسرا دن ۲۶ جولائی ۸۶ء ——— مستورات سے خطاب

حضور نے تشہد ، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ النحل کی آیت نمبر ۹۸ کی تلاوت فرمائی اور اس کے بعد مختلف تہذیبوں میں عورت کی حیثیت اور مقام بیان کرتے ہوئے دین حق میں عورت کے مقام پر تفصیلی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دین حق نے عورت کو آزادی نہیں دی اور اس میں عورت کے حقوق

قرآنی تعلیمات عورتوں کیلئے جنت اور تحفظ کی ضمانت ہیں

قائم نہیں کئے گئے ۔ فرمایا یہ جو تہذیبیں عورت کی آزادی کی علمبردار ہیں اور ہم پر طعنہ زنی کر رہی ہیں ۔ انہوں

نے عورت پر اس قدر مظالم کئے ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ فرمایا: عورت کو عرب کی تہذیب میں حیوانات سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اور اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اُسے ہوا و ہوس کے پورا کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کو کسی قسم کے حقوق نہیں دیئے جاتے تھے۔ اسی طرح مغرب کی تہذیب میں بھی آج تک عورت کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں تھے۔ عورت کو بیوہ ہونے پر اولاد پر کوئی حق نہیں دیا جاتا تھا۔ عورت کو بے حیائی کے نتیجہ میں سخت سزائیں دی جاتی تھیں لیکن اس کے بالمقابل مرد بغیر شادی کے دوسری عورتیں گھر میں رکھ سکتا تھا اور اسے کوئی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ فرمایا: دین حق نے اس کے بالمقابل عورت کے حقوق کی مکمل حفاظت کی ہے اور تمام انسانی تہذیب میں صرف ایک مرد ہے یعنی سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس نے عورت کی آزادی کی تحریک چلائی ہے۔ باقی تمام تحریکات عورتوں کی طرف سے چلائی گئی ہیں۔ فرمایا: تمام ادیان میں دین حق کے سوا ایک بھی ایسا مذہب نہیں جس نے عورت کو ماضی کے مظالم سے نجات دلائی ہو۔ یہودیت، عیسائیت، بدھ ازم، کنفیوشن ازم کوئی بھی ایسا مذہب نہیں جس نے عورت کو مرد کے ساتھ برابری کا حق دیا ہو۔ صرف دین حق ایسا دین ہے جس نے جبلّی اور فطرتی فرق کے علاوہ ہر پہلو سے مرد اور عورت کو برابری کا حق دیا ہے۔

نیز حضور نے فرمایا:۔

تمام انسانی تہذیب میں صرف ایک مرد نے عورت کی آزادی کی تحریک چلائی
یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آجکل جو عورت کی آزادی کی تحریکات ہیں یہ دراصل دنیوی جہنم کی طرف لے جانے والی تحریکات ہیں اور عورت کو آزادی کی بجائے بے حیائی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں بد اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس قرآن نے جو بعض پابندیاں عائد کی ہیں وہ عائلی زندگی کو جنت بنانے کے لیے اور عورت کے تحفظ کے لیے ہیں اور عورت کے لیے امن کی ضمانت ہیں۔

اس مضمون پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات سے تفصیلی روشنی ڈالی اور حضور کا یہ خطاب دو گھنٹے تک جاری رہا۔

❊ ❊ ❊

دوسرے دن کے دوسرے اجلاس سے خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کا آغاز سوا چار بجے شام فرمایا اور آپ کا یہ خطاب تقریباً آٹھ بجے تک جاری رہا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج کے خطاب کا عنوان یہ دو مصرعے میرے ذہن میں آئے ہیں ایک مصرعہ یہ ہے ۔

ع الٰہی تیرے فضلوں کو کروں یاد

اور دوسرا مصرعہ یہ ہے

ع بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں

فرمایا: دنیا کے دستور کے مطابق بہار کو خزاں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، لیکن مذہب کی دنیا میں خدا کے قانون عجیب ہوتے ہیں۔ جب خدا کے بندوں پر ان کے مخالفین کی طرف سے بظاہر خزاں وارد کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بہار کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا احمدیت کے ساتھ ہمیشہ یہی سلوک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتلاء کے دور میں ہمیشہ بے پناہ فضلوں کی بارش نازل فرمائی ہے اور جماعت احمدیہ ہمیشہ غلبہ دین حق کی

ایک علاقہ کی پچیس فیصد پولیس احمدی ہوگئی

شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھتی رہی ہے پھر حضور نے اللہ تعالیٰ کے بے انتہاء فضلوں کا جو گذشتہ دو سال میں بارش کی طرح جماعت احمدیہ پر نازل ہوئے ہیں تفصیلی ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح دعوت الی اللہ اور اشاعت قرآن و لٹریچر کے منصوبوں میں جماعت احمدیہ کو بے مثال ترقی ہوئی ہے اور دنیا کے کئی ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ایک علاقہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کی پچیس فیصد پولیس اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہو گئی ہے۔ اسی طرح ویسٹرن سموا، ملاوی، برازیل، تھائی لینڈ، زنجبار، ٹوگو، سلاویہ آئرلینڈ، صومالیہ، مراکش اور الجیریا میں نئی جماعتوں کا تفصیلی ذکر بڑے دلچسپ واقعات بیان کرتے ہوئے کیا۔ نیز بتایا کہ بعض ایسے ممالک جہاں جماعتیں تو قائم تھیں لیکن دعوت الی اللہ میں ابھی تک بیداری پیدا نہیں ہوئی تھی بڑی تیزی سے بیداری کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اور کثرت سے لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔

اسی طرح افضال الٰہی میں سے ایک فضل بیوت الذکر کی تعمیر کے متعلق بتایا اور اس ضمن میں فرمایا کہ امسال دو سو نئی بیوت الذکر بنائی گئی ہیں۔ پاکستان میں جو احمدیوں پر پابندی لگائی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس رنگ میں اس کا بدلہ عطا فرمایا ہے۔ پھر براعظم یورپ، امریکہ اور براعظم افریقہ میں جو نئے مشن ہاؤسز اس دورِ ابتلاء میں قائم ہوئے ہیں اُن کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اتنے بڑے بڑے مشن ہاؤسز ہیں کہ گذشتہ ستر برس کے سارے مشن ہاؤسز جو قائم ہوئے ہیں وہ ان میں سے ایک مشن کے اندر سما سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ حضور نے مرکزی دفاتر اور مختلف ممالک میں دعوت الی اللہ کے لیے جو ڈیسک قائم کئے ہیں۔ ان کی کارکردگی کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا۔ بیرونی ممالک میں مربیان کی تعداد بیان کرتے ہوئے جماعت کو واقفینِ زندگی پیدا کرنے کی تحریک کی اور اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جماعت کو واقفین کی اشد ضرورت ہے اس لیے احباب اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کریں۔

دین کی محبّت احمدیوں کو

ان کی ماؤں کے دودھ میں

پلائی گئی ہے

آخر میں حضور نے احمدیت کی خاطر قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دین کی محبت احمدیوں کو ان کی ماؤں کے دُودھ میں پلائی گئی ہے۔ احمدیوں کو ان کے دین سے اور دین کی محبت سے دُنیا کی کوئی طاقت متزلزل نہیں کرسکتی۔

تیسرا دن - ۲۷ ر جولائی ۱۹۸۶ء　　　اختتامی خطاب

اختتامی خطاب میں حضور نے "قتلِ مُرتد" کے عقیدہ پر تفصیلی روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ کا موقف واضح کرتے ہوئے قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے اس عقیدہ کا بطلان ثابت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن و حدیث سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مُرتد کی سزا قتل ہے اور سنت سے ہرگز یہ سند نہیں ملتی اور نہ ہی خلافت راشدہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی ایک شخص کو بھی محض ارتداد کے جرم میں قتل کیا گیا ہو۔

حضور نے مذہبی آزادی کے متعلق قرآن کریم کی کئی آیات سے استنباط فرمایا اور قتلِ مُرتد کے نظریہ کے حامیوں کے مزعومہ دلائل کی تردید فرمائی اور بتایا کہ قرآن کریم کسی شخص پر کوئی بھی دین اختیار کرنے یا نہ کرنے کے

سلسلہ میں کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔

آخر میں حضور نے افرادِ جماعت کو پاکستان کے لیے عام بنی نوع انسان کے لیے مصیبت زدگان کے لیے بیواؤں کے لیے مظلوموں کے لیے سب کے لیے دُعا کی تحریک فرمائی۔

دُعا سے قبل حضور نے فرمایا کہ عام دستور سے ہٹ کر احباب سے میں اپنی ایک نظم دُعا سے قبل آپ کے سامنے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں جو ایک دوست پڑھ کر سنائیں گے۔ یہ نظم پاکستان سے آنے والے احمدیوں کے خطوں کے جواب میں تحفہ کے طور پر میں پیش کر رہا ہوں۔

اس کے بعد یہ نظم خوش الحانی سے پڑھی گئی جس کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:۔

دیارِ مغرب سے جانے والو، دیارِ مشرق کے باسیوں کو

کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے، میری دُعائیں تمہاری دولت

تمہارے درد والم سے تر ہیں میرے سجود و قیام، کہنا

خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا

گرجتے آگے بڑھو کہ زیرِ نگیں کرو ہر مقام، کہنا

اس کے بعد حضور نے دُعا کروائی اور افرادِ جماعت نے گریہ وزاری سے دُعا میں شرکت کی جس کے بعد حضور نے جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

دَورِ ابتلا کی کوکھ سے جنم لینے والی

خوش خبریوں کی عید

حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے خطبۂ عید الفطر ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ فتح کی آیت نمبر ۳۰ کی تلاوت فرمائی۔ حضور نے فرمایا یہ عظیم الشان دور جسے قرآنِ کریم نے اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی خوشخبری کے ذریعہ دینِ حق کی نشاۃ ثانیہ کا عظیم الشان دور قرار دیا ہے اس عظیم دور کے اس دَورِ ابتلاء میں جس میں سے ہم گذر رہے ہیں ہم نے خدا تعالیٰ کی نصرتوں کے عجیب نظارے دیکھے ہیں اور اس کے فضلوں کو بارش کے قطرات کی طرح نازل ہونے دیکھا ہے۔ اس عظیم الشان دور کی کوکھ سے ایک اور عید آج ہمارے لیے جنم لے رہی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ دُکھ جو ہم خدا کی راہ میں محسوس کر رہے ہیں یہ مومنوں کی جماعت کی وہ صفت ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے الفاظ میں کیا ہے حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی اس بات پر گواہ ہے کہ جتنے زیادہ ہمارے دل ایک دوسرے کے لیے نرم ہوتے جا رہے ہیں اتنا ہی غیر اللہ کے مقابل پر ہمارے اندر سختی اور شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے اس ضمن میں مومن اور غیر مومن کا مابہ الامتیاز بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عام دنیا کے دل جتنے نرم ہوں اتنی ہی بزدلی ان میں پیدا ہوتی ہے اور بیرونی طور پر جسقدر سختی ہو دل بھی اتنے ہی سخت ہو جاتے ہیں لیکن جہاں تک مومنوں کی جماعت کا تعلق ہے ان کے دلوں میں اور ان کے مزاج میں سختی پیدا نہیں ہوتی۔ مقابلہ کے لحاظ سے تو وہ سخت ہوتے ہیں لیکن دلوں اور مزاج کے لحاظ سے وہ نرم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں یہ پیغام بھی ہے کہ تم خوش نصیب ہو کہ تم تنہا نہیں ہو کیونکہ اگر تم اکیلے ہوتے تو خواہ تمہاری ساری اجتماعی طاقتیں کتنی بھی ہوتیں شاید تمہیں اس یقین کی وجہ نصیب نہ ہوتی کہ لازماً تم ہی غالب آؤ گے لیکن اے مومنوں کی جماعت تم اکیلے نہیں ہو تمہیں مبارک ہو کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری قیادت فرما رہے ہیں اس قیادت کے ہوتے ہوئے لازماً یہ تمہاری تقدیر ہے جو کبھی بدل نہیں

سکے گی غیروں کے ساتھ جہاد کے وقت تم جتنے اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہوتے چلے جاؤ گے اتنے ہی زیادہ غیروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ تمہیں نئی توتیں عطا فرماتا چلا جائے گا۔

بعد ازاں حضور نے عید کی صبح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی تازہ خوشخبری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"آج صبح نماز کے بعد کچھ عرصہ کے لیے جب میں آرام کے لیے لیٹا تو اللہ تعالیٰ نے وہ خوشخبری عطا فرمادی جس کی مجھے مدت سے انتظار تھی اور جو خدا تعالیٰ نے آج عید کے تحفے کے طور پر آپ سب کے لیے رکھی تھی۔

مَیں نے رویا میں دیکھا کہ قادیان میں بہشتی مقبرہ کے ساتھ جو بڑا باغ کہلاتا ہے وہاں سڑک کے پاس میں کھڑا ہوں اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم ایسی صحت کے ساتھ کہ اس سے پہلے مَیں نے اپنی زندگی میں آپ کو ایسی صحت میں کبھی نہیں دیکھا تھا سیدھی چلتی ہوئی اور تنہا ہیں کوئی اور ساتھ نہیں ہے وہ میری طرف ایک عجیب پیاری مسکراہٹ کے ساتھ بڑھتی ہوئی چلی آرہی ہیں گویا میری ہی آپ کو تلاش تھی اس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت ہے۔ مَیں بے قرار ہوں کہ دونوں ہاتھوں سے آپ کا ہاتھ تھاموں اور اسے بوسے دیتا چلا جاؤں۔

حضرت اماں جان (جن کا نام نصرت جہاں پیش نظر رہنا چاہیئے۔ اسی میں دراصل بڑی خوشخبری ہے۔ ویسے آپ کی ذات بھی بڑی مبارک تھی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں لیکن ذات کے ساتھ نام مل کر ایک مکمل خوشخبری بنتی ہے) آپ مجھے دیکھ کر ایک شعر پڑھتی ہیں وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا اور میں اسے خواب کے دوران بھی شرمندگی اور انکسار کی وجہ سے یاد رکھنا نہیں چاہتا تھا یعنی مجھے دہراتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی تھی۔ اس شعر کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ

جیسے شمع کو خود اپنے پروانے کی تلاش تھی اور شمع اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے۔

ناقابل بیان لذت تھی اس شعر میں۔ ایسا رُوحانی سرور تھا کہ کوئی دوسرا انسان جو اس تجربے سے نہ گزرا ہو اس کو اس کا تصوّر بھی نہیں ہو سکتا۔ اس شعر کو حضرت اماں جان نے دو تین مرتبہ پڑھا اور وہی پاکیزہ فرشتوں کی سی مسکراہٹ آپ کے چہرے پر تھی .... اس کے ساتھ وہ زیر لب وہ شعر پڑھتی رہیں اور مَیں نے جواب میں کوئی شعر پڑھا اور یہ بتانے کی خاطر کہ مَیں اس لائق کہاں۔ اس شعر میں ایک پنجابی لفظ استعمال کیا۔ **جی آیاں نوں۔**

حضرت اماں جان مسکرائیں اور مجھے فوراً خیال آیا کہ اس لیے مسکرا رہی ہیں کہ تم اپنے جوش میں یہ بھی بھول گئے ہو کہ اردو میں پنجابی ملا رہے ہو لیکن خواب میں اس رویا کے وقت اس سے بہتر محاورہ مجھے نظر نہیں آیا کہ آپ آئی ہیں تو جی آیاں نوں۔

اہل پنجاب اس محاورے کی لذت سے آشنا ہیں۔ بے اختیار جب بہت ہی پیارا آئے کسی آنے والے پر اور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہ سمجھے کہ وہ آنے والا اسے اعزاز بخش رہا ہے اس کے گھر چلا آیا ہے تو بے اختیار پنجاب میں

خصوصاً عورتوں کے منہ سے یہ آواز نکلتی ہے یہ نعرہ بلند ہوتا ہے جی آیاں نوں ....

اس کے ساتھ حضرت اماں جان مجھے لے کر جو دارالشبوخ کا علاقہ ہے سڑک کے پار وہاں کوئی حویلی ہے اس میں لے جاتی ہیں اور اس پر وہ خواب ختم ہوگئی۔

تو دراصل اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت ہی عظیم الشان خوشخبری ہے اہل پاکستان کے لیئے بھی اور ساری دنیا کی جماعتوں کے لیئے بھی"۔

حضور نے فرمایا اس رویا میں ان کے نام بھی پیغام ہے جو جماعت کی ترقی کے قدم جکڑنا چاہتے ہیں کہ تم ایک ملک میں جماعت کی ترقی کو روکنے کے لیئے ساری جدوجہد کر رہے ہو مگر خدا سارے جہان میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہان میں اس جماعت کو غلبہ نصیب ہوگا۔ فرمایا یہ خوش خبری تھی جو عید کے لیئے عطا ہوئی اور جماعت کی امانت تھی جو میں جماعت کے سپرد کرتا ہوں۔

اس دورِ ابتلاء میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نصرتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل اس رنگ میں نازل ہوا ہے کہ دنیا کی پچیس ۲۵ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے اور آئندہ دو سال میں یعنی صد سالہ جوبلی تک مزید سو ۱۰۰ زبانوں میں ایک پارے کے حجم کے برابر مختلف مضامین کے تحت آیات کے تراجم شائع کرنے کا پروگرام ہے جن کو ابھی سیٹل (SETTLE) کیا جا رہا ہے اس ضمن میں فرمایا کہ سیدنا بلال فنڈ کی جو تحریک راہِ مولیٰ میں دکھ اٹھانے والوں کے لیئے میں نے کی تھی، اور جماعت نے اس پر بڑی قربانی کی، اس کا مصرف سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ اسیران اور دوسرے راہ مولیٰ میں دکھ اٹھانے والوں کو اس کا فیض پہنچانے کا کوئی طریق نظر نہیں آرہا تھا کیونکہ جماعت کی طرف سے جو بھی انہیں پیش کیا گیا، انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ قبول کرنے کے بعد اپنے خاندان کی طرف سے سیدنا بلال فنڈ میں بطور ہدیہ دیدیا۔

فرمایا :-

قرآن کریم کی اشاعت کے اس پروگرام کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور بہت ہی پیارا خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ سیدنا بلال فنڈ سے ایک سو ۱۰۰ زبانوں میں دنیا کو قرآن کریم کا یہ تحفہ پیش کیا جائے اور یہ سارے راہ مولیٰ میں تکلیف اٹھانے والوں کی طرف سے دنیا کو تحفہ ہوگا۔

فرمایا: اس سے بہترین فیض پہنچانے کا اور کوئی طریق نہیں تھا۔

آخر میں حضور نے اسیرانِ راہ مولیٰ کی خیر و برکت، احمدیت کی ترقی اور بنی نوع انسان کی بہبود کے لیئے دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا اس دعا کو جاری رکھیں۔ نیز فرمایا :

یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں خدا کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ کچھ وقت تو لگ جاتا ہے، کچھ دیر تو ہو جاتی ہے مگر لازماً خدا کی نصرت کے وعدے ضرور اور ضرور آپ کے حق میں پورے ہوں گے۔ کوئی نہیں ہے جو ان وعدوں کو ٹال سکے ایک ملک میں نہیں، تمام عالم میں خدا کی نصرت آپ کی مدد کو آنے کو ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

پاکستان ــــــ اہم اعداد و شمار

آبادی: ۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق

صوبہ	آبادی
پنجاب :	۴ کروڑ ۷۴ لاکھ ۵۱ ہزار
سندھ :	ایک کروڑ ۸۹ لاکھ ۶۶ ہزار
سرحد :	ایک کروڑ ۳۰ لاکھ ۶۰ ہزار
بلوچستان :	۳۴ لاکھ ۵ ہزار

مختلف فصلوں کا رقبہ اور پیداوار

۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۶ء

جنس	رقبہ (ہزار ہیکٹر میں)	پیداوار (ہزار ٹن میں)
گندم	۷۳۰۸	۱۱۷۰۰
چاول	۲۰۳۴	۳۴۴۳
مکئی	۸۰۹	۱۰۲۸
جوار	۳۹۵	۲۳۴
باجرہ	۶۰۶	۲۷۶
کپاس	۲۲۴۲	۱۰۱۷
جو	۲۳۰	۱۶۱
گنا	۵۰۳	۳۲۱۳۰
سرسوں توریا	۳۸۳	۲۷۷
تل	۳۷	۱۲
چنے	۱۰۰۱	۵۷۹
تمباکو	۴۶	۸۰

حیوانات کی تعداد ۸۴ء، ۸۵ء

بھینسیں	۱۳٫۰۱ ملین
گائے سانڈ	۱۶٫۰۵ 〃
بکریاں	۲۹٫۰۷ 〃
بھیڑیں	۲۵ 〃
پولٹری	۱۳٫۰۷ 〃
اونٹ	۰٫۹۱ 〃
گدھے	۲٫۰۸ 〃
گھوڑے	۰٫۴۵ 〃
خچر	۰٫۰۶ 〃

زرعی صنعتی پیداوار ۸۵ء، ۸۶ء

سوتی دھاگہ	۵۱۵ ملین کلوگرام
سوتی کپڑا	۲۸۶ ملین مربع میٹر
چینی	۱۳۹۰ ہزار ٹن
بناسپتی گھی	۷۲۸ 〃 〃

(بحوالہ پاکستان کے زرعی اعداد و شمار)

تُو رہے قائم سدا! تیری زمیں تیری رہے

جناب میر مبشر احمد صاحب طاہر
آف لیبرور

اے وطن میرے وطن میرے وطن میرے وطن
مجھ کو اپنی جان سے پیاری زمیں تیری رہے
تیرے گلشن میں سدا مہکیں یونہی برگ و گلاب
مثل خورشید و قمر روشن جبیں تیری رہے
نُور و نکہت کی فضائیں تا ابد قائم رہیں
روز روشن کی طرح تاباں جبیں تیری رہے
چل رہی ہے گرچہ تجھ میں آج کل بادِ سُموم
سرخرو ہر امتحاں میں سرزمیں تیری رہے
تیری سرحد پر عدو تیرا کبھی آنے نہ پائے
تُو رہے قائم سدا! تیری زمیں تیری رہے
ہے دُعا طاہرؔ کی اب تو بس یہی صبح و مسا
سجدۂ شکرانہ کو قائم جبیں میری رہے
اے وطن میرے وطن میرے وطن

چند اخباری اصطلاحات

حافظ محمود احمد۔ ربوہ

آف دی ریکارڈ

اس کا اطلاق ایسی باتوں پر ہوتا ہے جنہیں شائع یا نشر کرنا مقصود نہ ہو اس کا استعمال عموماً سیاسی شخصیتیں دورانِ گفتگو اس وقت کرتی ہیں جب وہ کسی اخباری نمائندے یا ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کے نمائندے سے ایسی باتیں کہہ دیتی ہیں۔ جنہیں وہ شائع یا نشر نہیں کرانا چاہتیں اس صورت میں وہ لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ آف دی ریکارڈ ہے۔

اے بی سی

سرکاری ادارہ جو اخبارات و رسائل کی اشاعت کی جانچ پڑتال کر کے تعداد اشاعت کے سرٹیفیکیٹ جاری کرتا ہے۔

ایمبارگو

جب کسی خبر کو شائع کرنے سے پہلے جاری کیا جائے تو اس پر یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں وقت سے پہلے اسے شائع یا نشر کر دیا جائے اسے ایمبارگو کہتے ہیں۔

پریس نوٹ

حکومت کی جانب سے جاری کیا جانے والا کوئی بیان باخبر۔

پروف

کتابت یا کمپوزنگ کے بعد جو کاپی بہ سلسلہ ترمیم و تصحیح چھاپی جاتی ہے اسے پروف کہتے ہیں اور جو شخص اصل عبارت سے ملا کر اس پروف کی غلطیاں نکالتا ہے اسے پروف ریڈر کہتے ہیں۔

پیشانی

وہ جگہ جہاں اخبار کا نام درج ہوتا ہے مثلاً امروز نوائے وقت۔

چین پیپرز

کسی ایک ادارے کی جانب سے شائع ہونے والے بہت سے اخبارات اور جریدے مثلاً جنگ لمیٹڈ کے اخبارات جنگ اور اخبار جہاں وغیرہ وغیرہ

رپورٹر

ایسا شخص جو خبروں کی رپورٹنگ کے لیے تعینات کیا گیا ہو۔

ریذیڈنٹ ایڈیٹر

ایسا مدیر جو کسی اخبار کی ذیلی شاخ سے شائع ہونے والے اخبار کا سربراہ ہو۔

رپورتاژ

کسی علیتی واقعہ کو اس انداز سے احاطہ تحریر میں لانا کہ لکھنے والے کے محسوسات اور تاثرات بھی معلوم ہوں

زرد صحافت

صحافت کی وہ قسم جس میں سنسنی خیز واقعات و اطلاعات کی بھرمار ہو۔

سنڈیکیٹ

ایسا ادارہ جو خبریں۔فیچر، یادگار مضامین اخبارات و رسائل اور دیگر ابلاغ عامہ کے ذرائع کو فراہم کرتا ہو۔ یہ خبر رساں ایجنسیوں کی ذیل میں آتا ہے۔

صفر ساعت

وقت کی وہ مقررہ حد جس کے بعد کوئی اخبار یا رسالہ طباعت کے لیے نہیں بھیجا جاسکتا۔

شہ سرخی

ایسی سرخی جو اخبار کے صفحہ کی چوڑائی پر محیط ہو۔

کالم

کسی اخبار یا رسالے وغیرہ کے صفحے کی پیمائش کی اکائی کو کالم کہا جاتا ہے۔

لیڈ

کسی اخبار کے پہلے صفحے کی سب سے نمایاں اور اہم خبر

ہینڈ آؤٹ

حکومت کی جانب سے جاری کیا جانے والا وضاحتی بیان۔

دنیا کی مشہور خبر رساں ایجنسیاں

	سال قیام
ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ (ا پ ا)	۱۸۸۰ء
گلوب رائٹرز برطانیہ	۱۸۵۱ء
نیوزی لینڈ پریس ایسوسی ایشن (ن ز پ ا)	۱۸۷۹ء
پریس ٹرسٹ آف انڈیا (پ ٹ ا)	۱۹۰۵ء
یونائیٹڈ پریس ایسوسی ایشن امریکہ (ی پ ا)	۱۹۰۷ء
انٹرنیشنل نیوز سروس امریکہ (ان س)	۱۹۰۹ء
تاس نیوز ایجنسی (روس)	۱۹۱۷ء
پارس۔ ایران	۱۹۳۴ء
باختر، افغانستان	۱۹۳۹ء
عرب نیوز ایجنسی (ع ن ا)	۱۹۴۱ء
اژانس فرانس پریس فرانس (اف پ)	۱۹۴۴ء
نیو چائنا نیوز ایجنسی (ن چ ن ا)	۱۹۴۴ء
ڈوئچے پریس ایجنسی جرمنی (ڈ پ ا)	۱۹۴۹ء
ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان (ا پ پ)	۱۹۴۹ء
یونائیٹڈ پریس آف پاکستان (ی پ پ)	۱۹۴۹ء
پاکستان پریس انٹرنیشنل (پ پ ا)	۱۹۴۹ء
اسلامک نیوز ایجنسی، اسلامی سیکرٹریٹ (ان ا)	۱۹۷۲ء

دنیا کے مشہور اخبارات

آسٹریلیا : ڈیلی ٹیلیگراف

افغانستان : انیس - اصلاح - کابل ٹائمز

ایران : اطلاعات - کیہان - تہران جرنل

امریکہ : نیویارک ٹائمز ، دی ہیرالڈ ٹرایبیون، دی سن
دی نیویارک مرر N.P

برطانیہ : ڈیلی مرر - ڈیلی ایکسپریس - دی ٹائمز - ٹیلیگراف
ڈیلی میل

پاکستان : نوائے وقت - مشرق - پاکستان ٹائمز - جنگ
ڈان - مارننگ نیوز - سیاست

ترکی : حریت ، جمہوریت

جاپان : آساہی شمبون - یومیوری شمبیون ، جاپان ٹائمز

چین : جن من جہہ پاؤ ، کوانگ منگ جہہ پاؤ

روس : پراودا ، ازو

فرانس : دی پیرس لیبر - فرانس سائر

ہندوستان : انڈین ایکسپریس - ملاپ - ٹائمز آف انڈیا
سٹیٹسمین - آنندا بازار - پتریکا - ہندو۔

مظلوموں کے نام

(جناب ڈاکٹر منصور احمد گنزی

یہ جو سچ کی بھینٹ چڑھنا یہ جو جان سے گزر جانا
یہ نیا نہیں ہے قصہ یہ تو کھیل ہے پرانا

وہ جو نعمتیں ہیں رب کی انہیں کیا بُروں سے نسبت
وہی رفعتوں کو پائیں جنھیں آئے گھر جلانا

یہ جنوں کے راستے پر جو صلیب ہے تو کیا غم
اُسے بڑھ کے چوم لینا کہیں تم نہ ڈگمگانا

نہ تمہارے بس میں کچھ ہے نہ ہماری پیش جائے
یہ خدا کی حکمتیں ہیں نہ ملال دل میں لانا

کسی موڑ پر جو پلکیں جذبوں سے بھیگ جائیں
ماتھے پہ بل نہ لانا تھوڑا سا مسکرانا

میری قوم کے جیالے تیری خاکِ پا کے قرباں
تیرا عہد یوں نبھانا تیرا قرض یوں چکانا

وہ جو تنگ نظر ہیں پیارو انہیں کیا خبر جنوں میں
وہ کہاں جھکائیں سر کو جنہیں آئے سر کٹانا

یوں تو دُعائیں اپنی تیرے سنگ سنگ چلیں گی
مگر اُس کی مصلحت کا بھلا راز کون جانا

منصور اس طریقِ تخلیق بحر و بر کا
دستور ہے ازل سے اپنوں کو آزمانا

محمد لقمان - بشیر آباد

امانت کا خلق ایک بنیادی خلق ہے جو ہر سچے مذہب کی جڑ ہے امانت کے حقیقی معنی اطمینان اور بے خوفی کے ہوتے ہیں۔ اور امین اس شخص کو کہیں گے جو کہ دوسروں کے مال پر شرارت اور بدنیتی سے قبضہ کر کے ان کو ایذاء پہنچانے پر راضی نہ ہو بلکہ ہر ایک کے حصے کو جو اس پر واجب ہے بطور امانت سمجھنے والا اور اسے صحیح رنگ میں ادا کرنے والا ہو خالق کے حقوق کو بھی اور مخلوق کے حقوق کو بھی۔

امانت کا خلق تمام اخلاق کا جامع ہے اور ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ انہی وسیع معنوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کامل کے متعلق فرمایا ہے۔

انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت
والارض والجبال فابین ان
یحملنها واشفقن منها وحملها
الانسان انه کان ظلوماً جهولاً
(الاحزاب: ۷۳)

ترجمہ:۔ ہم نے کامل امانت (یعنی شریعت) کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اس کے اٹھانے سے انہوں نے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا وہ یقیناً (اپنے نفس پر) بہت ظلم کرنے والے اور (اپنے متعلق) عواقب سے بے پرواہ تھا۔

اس آیت میں "الامانة" سے مراد شریعت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی یہ وہی امانت تھی جسے مذہبی دنیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے سامنے بھی پیش کیا گیا۔ آسمانوں کے سامنے بھی پیش کیا گیا۔ زمین کے سامنے بھی پیش کیا گیا اور پہاڑوں کے سامنے بھی پیش کیا گیا لیکن ان میں سے کوئی بھی شریعت کی اس امانت کو اُٹھانے کے لیے تیار نہ ہوا۔ کیوں کہ وہ اس کی طاقت ہی نہ رکھتے تھے لیکن اس امانت عظمیٰ کو آنحضورؐ نے اُٹھا لیا اور پھر آپ نے اس امانت کے سبھی تقاضوں کو خوب خوب نبھایا۔ خدا کی طرف سے ملی ہوئی اس امانت کے تمام حقوق ادا کر دیئے یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو "امین" کے لقب سے

نوازا چنانچہ فرمایا:

وانہ لقول رسولٍ کریم ० ذی قوۃٍ عند ذی العرش مکین ० مطاعٍ ثمّ امین -

ترجمہ :- یقیناً وہ (قرآن) ایک بزرگ رسول کا کلام ہے (جو رسول) قوت والا اور صاحب عرش کے حضور بڑا درجہ رکھنے والا ہے اور مطاع بھی ہے (اور) اس کے ساتھ امین بھی ہے۔

پس امانت کے ان معنوں کے لحاظ سے یہ مطلب ہوگا کہ آنحضورؐ کو شریعت الٰہی کا امین بنایا گیا تھا اور دنیا میں توحیدِ الٰہی کے قیام کی گرانقدر امانت آپ کے سپرد کی گئی تھی اور آپ نے ایسے کامل طور پر اس امانت کا حق ادا کر دیا کہ اس امانت کی ادائیگی کی خاطر اپنا گھر بار بھی آپ کو چھوڑنا پڑا اور ہر قسم کی مخالفتوں کے پہاڑ بھی آپ پر توڑے گئے لیکن اس امانت کی خاطر ان تمام تکالیف کو برداشت کیا اور ایک ذرّہ بھی اس امانت میں فرق نہ کیا۔ پھر شریعت کے تقاضوں کو بااحسن نبھانے والا بھلا مخلوق کے حقوق میں کس طرح حق تلفی کا ارتکاب کر سکتا تھا اور آپ نے مخلوق کی جہت سے بھی امانت کے حقوق کو اس شان اور خوبی کے ساتھ ادا کیا کہ کیا اپنے اور کیا پرائے سبھی بے اختیار آپ کو "امین" اور "صدیق" کے لقب سے پکارنے لگے۔

پس آنحضورؐ کی غلامی میں آج ہم پر بھی اس امانت کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون - (انفال : ۲۸)

ترجمہ :- اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں کی خیانت کرو اس حالت میں کہ تم جانتے بوجھتے ہو۔

اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول کی خیانت سے مراد ان کے احکام کی خلاف ورزی ہے اور خدا کی شریعت کی عدم اتباع اس خیانت سے مراد ہے۔ لہٰذا ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور آنحضورؐ کی طرف سے سپرد کی گئی امانت کا حق ادا کریں ان کے احکام پر عمل کریں اور اس امانت کی ادائیگی کی راہ میں اگر ہم پر مصائب کے پہاڑ بھی ٹوٹ پڑیں اور تکالیف کی آندھیاں بھی چلیں تو ہم ان سب کی پرواہ کئے بغیر سر مو بھی اس امانت سے انحراف نہ کریں۔

امانت کے ایک اور معنی جو حضرت اقدس مسیح موعود نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ امانت سے مراد وہ تمام طاقتیں اور قویٰ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں خواہ ان طاقتوں کا تعلق ذہن سے ہو یا جسم سے قلبی طاقتیں ہوں یا روحانی — اور وہی شخص امین کہلائے گا جو اپنی ان تمام طاقتوں کا استعمال عین موقعہ پر کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسی امانت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے

یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور (مومن : ۲۰)

ترجمہ :- اللہ آنکھوں کی خیانت تک کو جانتا ہے

اور اسے بھی جس کو سینے یا دل چھپائے ہوئے ہیں"۔

آنکھوں اور دلوں کی خیانت سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ان کا استعمال ہے۔ مثلاً غیر محرم عورتوں کو دیکھنا۔ ان سے ملنا۔ ان کے پاس بیٹھنا۔ یہ امور خلق امانت کے دین حق کے تصور کے یکسر خلاف ہیں اور شریعت کا جُوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے کے مترادف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار امانت کی تاکید فرمائی ہے اور مومنین کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ

والذین ھم لاماناتھم وعھدھم رٰعون

(مومنون آیت: ۹)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔

گویا جو شخص امانت کا خیال نہیں رکھتا وہ اپنے ایمان کو ضائع کر رہا ہوتا ہے اور امانت کا خیال رکھنے کے بغیر کوئی ایمان کا دعویٰ کرنے والا صحیح مومن نہیں بن سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضورؐ نے خیانت کرنے والے کو منافق کہا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا:

اربع من کنّ فیہ کان منافقاً

خالصاً ومن کانت فیہ خصلۃ

منھن کان فیہ خصلۃٌ من النّفاق

حتّٰی یدعھا اذا اوتمن خان

واذا حدّث کذب واذا عاھد

غدر واذا خاصم فجر۔ (بخاری ومسلم)

جس شخص میں مندرجہ ذیل خصلتیں پائی جائیں وہ شخص پکا منافق ہوتا ہے اور جس شخص میں ان عادات میں سے کوئی ایک عادت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جائے گی اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں (۱) جب اس شخص کو امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے (۲) اور جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے (۳) اور جب عہد باندھے تو عہد شکنی کا مرتکب ہو (۴) اور جب کسی سے جھگڑے تو گالی گلوچ سے کام لے۔"

امانت کے عام مفہوم کے لحاظ سے (یعنی کسی کے پاس کوئی چیز یا نقدی وغیرہ بطور امانت رکھنا) قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے۔

فان امن بعضکم بعضاً فلیؤدّ الذی اؤتمن امانتہ ولیتق اللہ ربّہ

(البقرہ: ۲۸۴)

یعنی اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی شخص رقم یا کوئی چیز بطور امانت رکھے تو جس کے پاس وہ رکھی گئی ہے اس کا فرض ہے کہ وہ مالک کے مانگنے پر اسے واپس کر دے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔

نیز فرمایا: ان اللہ یامرکم اَن تؤدّوا الامانات الی اھلھا (نساء: ۵۹)

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص لین دین کے معاملات میں امانت کا خیال نہیں رکھے گا اس کا یہ تصور ہی غلط ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی امانتوں کے حقوق ادا کرے گا۔ ایمان اور امانت دونوں کا مادہ "امین" ہے اور ایک ہی مادہ مشتق ہونے کی وجہ سے ان دونوں لفظوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ امانت کے خلق کو اپنائے بغیر حقیقی مومن کہلانے کا انسان حقدار نہیں ہو سکتا بلکہ کامل ایمان وہی ہے جس میں امانت کے سبھی تقاضے بطریق احسن ادا کر دیئے جائیں حقوق اللہ میں بھی اور حقوق العباد میں بھی خلق امانت کا خیال رکھا جائے تبھی انسان ایمان کامل تک پہنچ سکتا ہے۔

یاد رفتگان

تنزانیہ کے ایک نہایت مخلص اور فدائی احمدی

معلّم حمیدی مبیانا کی یادیں

تحریر: مکرم محمود خمیس حمیدو صاحب
دارالسلام

ترجمہ: مکرم محمد اسماعیل صاحب منیر ثانی
ربوہ

معلّم حمیدی مبیانا صاحب سے میرا تعارف ۱۹۶۵ء میں ہوا جب مجھے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میں اس وقت ۱۴ سال کا تھا۔ اور میں نے فارم وَن میں پڑھائی شروع کی تھی معلّم حمیدی مبیانا صاحب بھی اس وقت نوجوان ہی تھے۔ نہایت ہنس مُکھ، دعوت الی اللہ کے دلدادہ جن سے لوگ بہت محبت کرتے تھے۔ درحقیقت ان کی اسی خوبی نے مجھے اپنی طرف اتنا کھینچا کہ میں ہر آن ان کی تلاش میں رہنے لگا۔ تاکہ میں بھی اُن کے کلمات سے مستفید ہو سکوں۔ سواحیلی زبان میں ان کا طرز بیان بہت ہی عمدہ تھا۔ ان کی جس خوبی کا مجھ پر بہت ہی زیادہ اثر ہوا وہ یہ تھی کہ وہ اپنی ہر بات کے دلائل قرآن کریم کی آیات سے پیش کرتے جو انہیں زبانی یاد ہوتیں۔

بذاتِ خود ایک بہترین شاعر ہونے کی وجہ سے انہیں کثرت سے اشعار نہ صرف حفظ تھے بلکہ ان کے معانی بھی خوب سمجھتے تھے۔ وہ اکثر اپنی گفتگو کے دوران اشعار پڑھتے

مجھے ان کی قوتِ حافظہ پر ہمیشہ حیرت ہوتی تھی۔ بہت ہی پرانے گزشتہ واقعات انہیں تاریخ اور وقت سمیت یاد تھے۔ اور جب بھی وہ انہیں بیان کرتے تو سن کر بہت لُطف آتا۔ میرا یہ تاثر ہے کہ سب سے زیادہ جس شخص نے معلّم حمیدی مبیانا صاحب کو متاثر کیا وہ شیخ عمری عبیدی کالوٹا صاحب مرحوم کی شخصیت تھی۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو گا جس دن انہوں نے شیخ عمری صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر نہ کیا ہو۔ محترم شیخ صاحب مرحوم کی چند باتیں جو مجھے یاد ہیں وہ مجھے حمیدی صاحب نے بتائیں۔ محترم حمیدی صاحب نے اپنی وفات سے قبل شیخ عمری صاحب مرحوم کے حالاتِ زندگی لکھنے شروع کئے تھے مگر افسوس کہ وہ اس کام کو مکمل نہ کر سکے۔

سب سے بڑی خوبی جو میں نے مکرم حمیدی صاحب میں دیکھی وہ یہ تھی کہ آپ صرف چھٹی جماعت پاس تھے مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے، لیکن اس کے باوجود آپ کی انگریزی زبان نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ اکثر میرے دوست یہ ماننے کے لیے ہرگز تیار نہ ہوتے تھے کہ معلّم حمیدی صاحب صرف چھ جماعت پاس ہیں

وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے کسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ہوئی ہے میں نے ایک دفعہ حمیدی صاحب سے پوچھا کہ آپ کو اتنی اچھی انگریزی زبان کیسے حاصل ہوئی؟ فرمایا میری کامیابی کا راز اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنا اور جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ انگریزی کتب کا مطالعہ کرتے رہنا ہے۔ جماعت کے انگریزی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کا مشورہ انہیں شیخ عبیدی صاحب مرحوم نے دیا تھا جو بذاتِ خود انگریزی زبان کے بہت بڑے ماہر تھے۔ شیخ عمری صاحب مرحوم نے انہیں نصیحت کی تھی کہ وہ ایک ایک کر کے جماعت کی جملہ کتب کا بغور مطالعہ کریں اور مشکل الفاظ کو تلاش کر کے انہیں حل کریں۔ نیز بعض چیدہ چیدہ پیرے زبانی بھی یاد کریں۔ چنانچہ معلم حمیدی صاحب نے انتہائی کوشش اور شوق سے اس کام کو سرانجام دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی کوششیں ثمر آور ہوئیں۔ بہترین انگریزی زبان کا مالک ہونا اور پھر کئی کتب کا اس زبان میں ترجمہ کرنا آپ کی سعی مسلسل کا ہی نتیجہ ہے۔

مذہب میں اصل روح اطاعت ہے۔ اس کے بغیر کسی قسم کی کوئی ترقی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک بار مکرم مولانا محمد منور صاحب سابق امیر و مشنری انچارج تنزانیہ مشن نے معلم حمیدی مبیانا صاحب کو کہا کہ وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے متعلق ایک مقالہ لکھیں جس میں پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر ہو۔ اس کام کو آپ نے بڑے شوق اور اخلاص سے سرانجام دیا اور انہی دنوں آپ کی مرض الموت کی ابتدا ہوئی۔ آپ نے اپنی صحت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بلکہ چونکہ اس مضمون کے لیے پرانی تحریرات کا مطالعہ بھی ضروری تھا۔ اس لیے آپ بلا تامل صبح و شام اسی کام میں مصروف رہے۔ ان دنوں میرا آپ کے ہاں کافی آنا جانا تھا میں نے آپ کو ہر بار اسی کام میں مشغول پایا اور جب یہ فریضہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اس وقت آپ کی بیماری بھی کافی بڑھ چکی تھی جو کام باقی رہ گیا تھا وہ حضرت مصلح موعود کی بچپن کی تصاویر تلاش کرنا تھا کام آپ نے میرے سپرد کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ مجھے مل بھی گئیں۔ بالآخر مسودہ تیار ہو کر پریس میں پہنچ گیا، لیکن آپ مجھ سے روزانہ دریافت کرتے کہ کام کس مرحلے میں ہے؟ اور آپ کو اس کا اتنا شوق تھا کہ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا خدا کتنی عظیم الشان عظمت و جبروت کا مالک ہے۔

قلم کے ذریعہ احمدیت کی خدمت بجا لانے میں معلم حمیدی مبیانا صاحب کو بڑی خوشکن کامیابی نصیب ہوئی۔ جماعتی خدمات بجالانے اور قرآنی انوار پھیلانے والوں کی صف میں آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک اتوار کے روز ہم بغرض دعوت الی اللہ "کریاکو" گئے۔ اچانک سامنے میں نے دیکھا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ ابتدائی سلام دعا کے بعد آپ نے ہمارے وفد میں شمولیت کرنی چاہی۔ اس وقت آپ کی صحت بالکل ٹھیک نہ تھی اور اس وجہ سے آپ اکثر تھوڑا سا کھڑے ہو کر زمین پر ہی بیٹھ جاتے، لیکن اس کے باوجود آپ لوگوں سے سوال و جواب کرنے لگے اور انہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی آمد کی خوشخبری سنانے لگے اور پھر حمیدی مبیانا صاحب بول رہے ہوں تو لوگ بھلا خاموش نہ ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ ان سے مسلسل گفتگو کرتے رہے اور شام ۶ بجے "البیت" میں واپسی تک وہ بیماری کی حالت میں ہمارے ساتھ کام کرتے رہے۔

اپنے آخری ایام میں وہ اپنے چار بچوں حوّا، زیدانی حسان اور سعدہ کے ساتھ رہتے تھے اُس وقت بیماری کے

دنوں میں میں اکثر آپ کے ہاں خیریت دریافت کرنے آیا کرتا تھا
ایک دن جمعہ کے روز علی الصبح میں ان کے ہاں پہنچا۔ گھر میں بچوں
کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہ تھا۔ جب نماز جمعہ کا وقت قریب
آیا تو آپ نے سب بچوں کو کہا کہ وہ "البیت" میں جائیں۔ اس طرح
بچوں کو دینی باتیں سکھاتے رہنا ان کا روزانہ کا معمول تھا اور اکثر
انہیں کہتے۔ بچو دیکھو! تمہاری تمام تر کامیابی خانۂ خدا کے ساتھ
وابستہ رہنے میں ہے۔

بیماری کی زیادتی کے دنوں میں آپ بستر پر لیٹے پسند کرتے
تھے کہ انہیں حضرت مصلح موعود کی کتاب "دعوۃ الامیر" پڑھکر
سنائی جائے۔ اس کتاب کا انگریزی سے سواحیلی زبان میں ترجمہ
آپ نے خود ہی کیا تھا۔ آپ اکثر اپنے بچوں کو تلقین کرتے کہ
وہ جماعتی کتب کا مطالعہ کیا کریں بلکہ بسا اوقات ان سے
سوالات بھی پوچھتے رہتے تا معلوم ہو سکے کہ وہ ان کتب کے
مضامین کو سمجھتے بھی ہیں یا نہیں۔

اکثر دوستوں سے آپ کے بھائیوں جیسے تعلقات تھے
آپ نہایت ہی منکسر المزاج تھے۔ آپ ہر طبقہ کے لوگوں سے
ملنا اور ان سے تبادلۂ خیالات کرنا پسند کرتے تھے۔ اسی وجہ
سے آپ لوگوں کے دلوں میں بسنے تھے اور ہر دلعزیز بن چکے
تھے خدام اور انصار کافی کافی دیر تک بلا تکلف آپ سے
تبادلۂ خیالات کرتے رہتے ایک دن انہوں نے مجھے کہا! دیکھو
ہم اس دنیا میں بہت ہی تھوڑے وقت کے لیے ہیں۔ بھلائی
اسی میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ دوست ہوں اور اپنی جنت
اپنے ہاتھوں بنائی جائے اور اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اس حدیث کی بھی وضاحت کی جس میں اپنی دوستی کے دائرہ کو
وسیع کرنے کی تحریک کی گئی ہے۔ محبت اخوت اور تعاون باہمی
ہی اس نفرت بھری دنیا میں دین کا اصل پیغام ہے۔

مجھے خوب یاد ہے آپ کی وفات سے ایک روز قبل جب
میں آپ کے ہاں حال احوال دریافت کرنے گیا تو میں نے دیکھا
کہ آپ کی حالت زیادہ خراب ہے۔ پاؤں سوجے ہوئے
تھے اور چلنا پھرنا بہت دشوار تھا۔ اس دن ہم نے کافی باتیں
کیں۔ اس روز آپ نے مجھے ایک واقعہ بھی سنایا جس کے متعلق
آپ کا کہنا تھا کہ میں اسے زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ فرمایا۔ ایک
دفعہ میں اور شیخ عمری عبیدی، کالوٹا صاحب مرحوم اور سڑک لے سے
مرسیڈیز میں "البیت" آرہے تھے۔ راستہ میں عمری صاحب
مرحوم مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ ہماری یہ زندگی ایک
خواب کی طرح ہے ہمیں ایک نظارہ ہوتا ہے مگر پھر جلد ہی
وہ ختم ہو جاتا ہے۔ صرف اس کی یاد باقی رہ جاتی ہے اس
لیے اصل چیز اپنی آخرت سنوارنا ہے۔ اس دوران ان کی
آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جس بات نے معلم حمیدی صاحب
کو بہت ہی متاثر کیا وہ یہ تھی کہ ان باتوں کا قائل بذاتِ
خود ایک متمول آدمی تھا جسے اس بات کا کوئی فکر نہ تھا
کہ کل کیا کھائیگا، لیکن اس کے باوجود اُس نے اِس
دنیاوی زندگی کو بالکل حقیر جانا اور اس کی ساری توجہ اُس
نہ ختم ہونے والی زندگی کی طرف رہی۔ فرماتے تھے۔ اس
بات نے میرے دل پر بہت ہی گہرا اثر کیا اور میں ہمیشہ
عمری صاحب مرحوم کے اس عالی شان تقویٰ پر بہت
حیران ہوتا۔ جب معلم حمیدی صاحب یہ واقعہ سنا چکے
تو پھر مجھے "دعوۃ الامیر" پڑھکر سنانے لگے۔ آپ نے
اس کتاب کے قریباً آخری دس صفحات پڑھے۔ درمیان میں
ان کی حالت غیر دیکھکر میں نے کئی بار ارادہ بھی کیا کہ انہیں
مزید پڑھنے سے روک دوں، لیکن بہرحال آپ نہ صرف
مسلسل پڑھتے رہے بلکہ اچھی طرح وضاحت سے مجھے اس
کے مضامین بھی سمجھاتے رہے۔ میرے ساتھ ان کی یہ آخری
باتیں تھیں۔ اگلے دن صبح ۶ بجے مکرم امیر صاحب ابن کالوٹا

عمری عبیدی صاحب نے آکر ہمیں یہ افسوسناک خبر سنائی کہ حمیدی مبیانا صاحب وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دعوت الی اللہ آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا آپ جس جگہ کام کرتے تھے وہاں بھی وقفہ کے دوران دوستوں سے علمی گفتگو کرتے رہتے۔ آپ کے ایک دوست مکرم سعیدی منورو صاحب نے مجھے بتایا کہ ایک روز معلم حمیدی مبیانا صاحب نے "موہمبیلی" ہسپتال کے ایک ڈاکٹر سے جو SABATO مذہب سے تعلق رکھتا تھا اُن کے گھر پر شام ۸ بجے سے لیکر صبح ہونے تک گفتگو کی۔ اور حال یہ تھا کہ اندر ڈاکٹر صاحب کی بیوی اس بات پر روتی رہی کہ ان کے خاوند دلائل کے میدان میں شکست فاش کھا رہے ہیں۔

جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہنا آپ کا معمول تھا۔ جن لوگوں کے آپ کے ساتھ مراسم تھے وہ سب اس بات کے شاہد ہیں۔ ایک وقت تو مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ شاید آپ کو "کشتی نوح" ساری کی ساری زبانی یاد ہے اور حقیقۃً آپ کو اس کتاب کے اکثر حصے حفظ تھے۔ جن سامعین نے آپ کو اس کتاب کے ایک باب کے چوتھائی حصے کو زبانی بولتے ہوئے سنا۔ وہ اس بات پر بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے تھے، لیکن ہم میں اکثر ایسے ہیں جنہوں نے تسلی کے ساتھ ابھی آدھی کتاب کا مطالعہ بھی نہیں کیا۔ کجا یہ کہ اُس کو بخوبی سمجھنا۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم جماعتی کتب کو پڑھیں اور انہیں سمجھنے کی کوشش کریں۔

معلم حمیدی مبیانا صاحب کی آواز بہت خوبصورت تھی اور انہوں نے آواز کی نعمت کو لوگوں کو نیکی کی طرف بُلانے میں خوب استعمال کیا۔ جب آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا قصیدہ در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تو سامعین کے آنسو رواں ہو جاتے۔ اسی طرح آپ کا نماز کے لیے بلانے کا طریق بھی منفرد تھا۔ ایک بوہرہ جو ہماری "البیت" کے قریب ہی رہتا ہے آپ کی بلند آواز سنکر کہنے لگا۔

"آپ لوگوں کو کافر کہا جاتا ہے، لیکن میں جب بھی اس شخص کی نماز کے لیے ندا سنتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی غیبی طاقت مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ حالانکہ میں احمدی نہیں ہوں"

اے زمین و آسمان کے خالق خدا! اپنے اس بندے معلم حمیدی مبیانا صاحب کی مغفرت فرما۔ اور جہاں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی ہو گئی ہو اسے اپنی رحمت اور شفقت کے طفیل نظرانداز فرما، کیونکہ درحقیقت ہم تو تیرے نہایت ہی عاجز بندے ہیں۔

◎

بقیہ: خوشخبریوں کی عید۔ ص۱۵ سے آگے

حیرت انگیز نشان آپ کی امداد میں دکھائے گی۔ خدا آپکو دین حق کی عالمی فتح حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے اجتماعی دُعا کرائی اور دعا کے بعد تمام احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ حضور خود ہر احمدی کے پاس تشریف لے گئے اور عید مبارک کہا۔

حضور نے سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کا متبرک کوٹ زیب تن فرمایا ہوا تھا حضور خواتین میں بھی تشریف لے گئے اور انہیں بھی شرف زیارت بخشا۔

○

آپ کی صحت

موسم گرما کی بیماریوں کی روک تھام

محترم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی - ایم - آر - سی - پی - ربوہ

گرمی کے موسم میں بعض بیماریاں خصوصی طور پر اپنا زور دکھاتی ہیں - جن کی وجہ سے بڑی دقت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بعض دفعہ جان ضائع ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے - ان بیماریوں میں سے پیٹ کے امراض خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں مثلاً پیچش - دست - ہیضہ - یرقان اور ٹائیفائیڈ یہ تمام امراض انسان کی آنتوں اور نظام ہضم پر اثر انداز ہو کر اسے تہ و بالا کر دیتے ہیں - موجودہ زمانے کی سائنسی تحقیقات نے ان بیماریوں کی وجوہات سمجھنے میں بہت مدد دی ہے اور اب ہم ان تمام بیماریوں کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں - چنانچہ اس علم کے حاصل ہونے کے بعد ان بیماریوں کی روک تھام اور علاج میں کافی ترقی ہوئی ہے - یہانتک کہ ترقی یافتہ ممالک سے ان بیماریوں کا مکمل طور پر قلع قمع ہو چکا ہے - ان بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لیے ان کی وجوہات کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے -

یہ بیماریاں تین قسم کے جراثیم سے پھیلتی ہیں - پہلی قسم کے جراثیم بہت چھوٹے ہوتے ہیں یہانتک کہ عام خوردبین سے بھی نظر نہیں آتے اور ہم ان کو یا تو ان کے اثرات سے پہچانتے ہیں یا پھر ایک انتہائی طاقتور خوردبین جسے الیکٹرانک خوردبین کہتے ہیں کے ذریعے دیکھ سکتے ہیں - ان کو وائرس کہتے ہیں اور انکی وجہ سے یرقان اور دستوں کا مرض ہو جاتا ہے -

دوسری قسم کے جراثیم نسبتاً بڑے ہوتے ہیں جو عام خوردبین سے نظر آجاتے ہیں - انہیں بکٹیریا کہتے ہیں - ان سے ہیضہ، پیچش دست اور ٹائیفائیڈ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں -

تیسری قسم کے جراثیم سائز میں سب سے بڑے ہوتے ہیں اور پیرا سائٹ کہلاتے ہیں - ان کی وجہ سے پیچش اور آنتوں میں کیڑوں کی بیماریاں ہو جاتی ہیں -

یہ تمام جراثیم گندگی میں پائے جاتے ہیں اور گندگی سے پانی دودھ اور دیگر مشروبات، مٹھائی، پھل - ترکاریوں اور بازار میں بکنے والی دوسری اشیاء پر منتقل ہو جاتے ہیں - اس کام کو انجام دیتے ہیں مکھیاں - کیڑے مکوڑے اور لوگوں کے گندے ہاتھ مدد کرتے ہیں - اس ضمن میں مکھیاں خصوصی اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ یہ گندگی پر بھی بیٹھتی ہیں اور کھانے پینے کی چیزوں تک بھی ان کی رسائی ہوتی ہے - یہ دو طریقوں سے گندگی کے جراثیم ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی ہیں - پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ مکھی جس چیز پر بیٹھتی ہے اس پر فوراً اپنا لعاب جو جراثیم سے پُر ہوتا ہے ڈال دیتی ہے اور جب وہ چیز اس لعاب میں حل ہو جائے تو وہ اسے چوس لیتی ہے - کچھ لعاب اس چیز پر رہ جاتا ہے - نیز مکھی گاہے بگاہے اپنا فضلہ بھی خارج

کرتی رہتی ہے جس میں بیشمار جراثیم ہوتے ہیں۔

جراثیم پھیلانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب مکھی گندگی پر بیٹھتی ہے تو اس کی ٹانگوں سے جراثیم چمٹ جاتے ہیں جو دوسری جگہوں پر منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح پر مکھیاں ہر جگہ سے جراثیم لاکر کھانے پینے کی اشیاء پر ڈھیر کرتی جاتی ہیں اور بیماریاں پھیلانے میں انتہائی خطرناک کردار ادا کرتی ہیں۔

پینے کا پانی بھی جراثیم کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے یہ پانی زیر زمین ذخائر - دریاؤں - نہروں اور بارش سے حاصل ہوتا ہے۔ بارش کا پانی اگر کسی صاف ستھری جگہ پر جمع کر لیا جائے تو پینے کے لیے سب سے بہتر ہے، لیکن دوسرے طریقوں سے حاصل کردہ پانی کو صاف کیے بغیر پینا صحت کے لیے مضر ہے۔ ایسے پانی میں دو قسم کی ملاوٹیں ہوتی ہیں۔ ایک کثیف ملاوٹیں اور دوسری جراثیمی ملاوٹیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں عوام کو پینے کے لیے ایسا پانی مہیا کیا جاتا ہے جو ان دونوں قسم کی ملاوٹوں سے پاک ہوتا ہے لیکن ترقی پذیر ممالک میں فی الحال ایسا کوئی انتظام نہیں ہے لیکن صحت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم جو پانی پئیں وہ حتی الامکان ان دونوں ملاوٹوں سے پاک ہو۔

انسان نے بہت پہلے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ بیماریوں کا علاج مشکل ہوتا ہے لیکن ان کی روک تھام نسبتاً آسان ہوتی ہے۔ چنانچہ پرانی ضرب المثل ہے کہ ”پرہیز علاج سے بہتر ہے“۔ پیٹ کے امراض کی روک تھام بھی ان کے علاج کی نسبت آسان ہے۔

اُوپر جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے اس کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پیٹ کے امراض سے بچنے کیلئے ہمیں دو امور کا خیال رکھنا پڑے گا۔

اوّل : گندی غذا سے پرہیز

دوم : پینے کیلئے ملاوٹوں سے پاک پانی کا استعمال

غذا : ڈاکٹری نقطۂ نگاہ سے گندی غذا وہ ہے جس میں مضرِ صحت جراثیم موجود ہوں۔ چنانچہ ہر وہ غذا جو گلی سڑی ہو یا جس پر مکھی بیٹھنے یا گرد و غبار کا احتمال ہو گندی تصور کی جانی چاہیئے۔ اس لحاظ سے بازاروں میں بکنے والی جملہ کھانے پینے کی اشیاء جو ڈھکی ہوئی نہ ہوں اور صفائی سے تیار نہ کی گئی ہوں مثلاً مٹھائیاں - چاٹ - کباب - تکے آئس کریم - برف اور ایسے پھل جن کے اوپر اترنے والا چھلکا نہ ہو یا جو کھلے بکتے ہوں جیسے خشک میوہ کھانے سے صحت کے خراب ہونے کا احتمال ہے اس کے علاوہ سلاد کی قسم کی سبزیاں بغیر دھوئے اور دواؤں کے ذریعہ جراثیم سے پاک کئے بغیر کھانا بھی نقصان دہ ہے۔

صاف پانی :

پینے کا پانی اور دودھ بھی اگر جراثیم سے پاک نہ ہو تو وہ بھی صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ پانی کے رنگ بو اور ذائقہ سے جراثیمی آلائشوں کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ نہایت صاف شفاف میٹھا اور خوش ذائقہ پانی بھی انتہائی خطرناک جراثیم سے پُر ہو سکتا ہے ان جراثیم کا پتہ چلانے کے لیے نہایت پیچیدہ ٹسٹ کرنے ضروری ہوتے ہیں اور پانی کو ان جراثیم سے پاک کرنے کے لیے ترقی یافتہ ممالک میں پینے کے پانی میں کلورین ملا دی جاتی ہے، لیکن بہت سے ممالک میں ایسا انتظام نہیں ہوتا اور پینے کے لیے جو پانی فراہم کیا جاتا ہے اس میں جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ ایسا پانی صحت کے لیے نقصان دہ ہے اور پینے سے پہلے اسے جراثیم سے پاک صاف کرنا ضروری ہے۔ پانی کو جراثیم سے پاک کرنے کا بہترین گھریلو طریقہ اسے ابال لینا ہے۔ چنانچہ دنیا کے بہت سے ممالک مثلاً انڈونیشیا اور مغربی افریقہ

کے بعض ممالک کے عوام پینے کے پانی کو ہمیشہ اُبال کر پیتے ہیں اس کے علاوہ دوائیوں سے بھی پانی کو جراثیم سے پاک کیا جا سکتا ہے اور یہ طریقہ عام طور پر فوج میں رائج ہوتا ہے جب کہ وہ ایسی جگہوں پر تعینات ہو جہاں پینے کا صحیح پانی مہیا نہ ہو سکتا ہو۔

پانی کی اس ایک احتیاط سے کم و بیش ۸۰ فیصد پیٹ کی بیماریوں کی روک تھام ہو سکتی ہے، لیکن بعض لوگوں کا حتیٰ کہ ڈاکٹروں تک کا یہ خیال ہے کہ یہ احتیاط غیر ضروری ہے کیونکہ اس طرح جسم میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی قوت کم ہو جاتی ہے اور انسانی جسم نازک ہو جاتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کیونکہ جیسے اس مضمون میں بیان کیا جا چکا ہے کہ پیٹ کی بیماریاں پیدا کرنیوالے جراثیم تین قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلی قسم وائرس سے پیدا ہونیوالی بیماریاں ہیں۔ ایک ہی قسم کے وائرس سے ہونیوالی بیماری انسان کی زندگی میں صرف ایک دفعہ ہوتی ہے اور اس کے بعد جسم اس بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔ مثلاً چیچک ہے وہ زندگی میں انسان کو صرف ایک ہی دفعہ ہوتی ہے، لیکن کیا آپ نے کسی ڈاکٹر کو یہ کہتے سُنا ہے کہ چیچک کا ٹیکہ نہ لگواؤ کیونکہ چیچک ہوتی تو صرف ایک ہی دفعہ ہے اور چیچک ہونے کے بعد تمہارے جسم میں اس کے خلاف مدافعت کی قوت پیدا ہو جائیگی۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ہم چیچک کی روک تھام کرتے ہیں تو وائرس سے پیدا ہونیوالی پیٹ کی بیماریوں کی روک تھام بھی اسی طرح ضروری ہے۔ دوسرے جراثیم بیکٹیریا ہیں انکی بیماریوں کے ہونے کے بعد انسانی جسم میں مدافعت کی قوت پیدا ہو جاتی جو سال دو سال تک جسم کو اُس بیماری سے محفوظ رکھتی ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے اور وہی بیماری دوبارہ حملہ کر سکتی ہے اس کی مثال ٹائیفائیڈ ہے۔ چنانچہ ٹائیفائیڈ سے بچنے کے لیے ہر سال یا چھ ماہ کے بعد ٹیکہ لگانا پڑتا ہے لیکن کوئی ڈاکٹر اگر یہ کہے کہ چلو ٹائیفائیڈ ہو جانے دو پھر ایک دو سال تک تم اس بیماری سے محفوظ رہو گے تو یہ حماقت پر مبنی ہو گا۔ اس لیے بیکٹیریا سے پیدا ہونیوالی پیٹ کی بیماریوں کی روک تھام بھی ضروری ہے

جراثیم کی تیسری قسم پیرا سائٹ ہیں جن کے خلاف جسم میں کبھی بھی اتنی قوت مدافعت پیدا نہیں ہوتی جو انسان کو اس بیماری سے محفوظ رکھ سکے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ ایسی قوت مدافعت کا کوئی فائدہ نہیں جس کے باوجود انسان کو وہ بیماری لاحق ہو سکتی ہو اس لیے یہ خیال قطعی احمقانہ ہے کہ پینے کے لیے جیسا پانی ملتا ہے پیتے رہنا چاہیئے کیونکہ اس طرح جسم میں بیماریوں کی قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے اور پانی کو اُبال کر پینے سے آدمی نازک ہو جاتا ہے۔ دراصل پانی کو اُبال کر پینا اسی قسم کی روک تھام ہے جیسے کہ ہیضے کا ٹیکہ ہیضے کی روک تھام کیلئے ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ٹیکے سے صرف ہیضے سے بچا جا سکتا ہے لیکن پانی اُبال کر پینے سے تمام قسم کے جراثیم مر جاتے ہیں۔

غذا اور پانی کے سلسلے میں امراض کی روک تھام کے یہ بڑے بڑے اصول ہیں جنہیں اپنا کر عوام کو بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔

دست ہیضہ اور پیچش سے بعض اوقات جان ضائع ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جسم سے پانی جس پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے خارج ہو جاتا ہے اور خون کی گردش سُست پڑ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں جان بچانے کے لیے سب سے اہم طریق یہ ہے کہ جسم سے ضائع ہونیوالا پانی دوبارہ جسم میں پہنچا دیا جائے۔ اسی وجہ سے ایسے مریض کو پیاس کی شدت ہوتی ہے اور اگر مریض کو قے نہ آ رہی ہو تو منہ کے ذریعے بہت بڑی مقدار میں پانی دیا جا سکتا ہے، لیکن ضروری ہے کہ دیا جانے والا پانی اُبلا ہوا اور جراثیم سے پاک ہو اسی لیے زمانۂ قدیم سے ان امراض کے علاج کیلئے الائچی، پودینہ، سونف اور کئی قسم کی جڑی بوٹیاں پانی میں ملا کر اُبال کر دی جاتی ہیں اب تجربے سے پتہ چلا ہے کہ عام اُبلا ہوا پانی بھی ایسے مریضوں کو پلانا اتنا ہی مفید ہے۔ اگر اُلٹیاں آ رہی ہوں تو الائچی والا پانی ایسے مریض کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

☆

(از حضرت مرزا سلطان احمد صاحب)

مقام قومیّت اور کاشانۂ ملت بھی ایک عالی شان تعمیر ہے اگر دوسری خشت و سنگ کی تعمیرات میں مختلف قسم کی اینٹیں اور پتھر لگے ہوتے ہیں تو اس تعمیرِ قومیت یا تعمیرِ ملت میں مختلف قسم کی شخصیتیں یا افراد قوم چسپاں ہوتے ہیں جس طرح معمولی تعمیرات یا عمارات کی تعمیر اور مرمت ہوتی رہتی یا ضروری ہے اس طرح تعمیرِ قومیت یا عمارت ملت کی مرمت اور نگرانی بھی لازمی ہے جو قوم اور ملت ترقی یافتہ ہوتی ہے اسے بھی ضرورت رہتی ہے کہ اس کے افراد ہمیشہ بہ ہیئت مجموعی ہر ایک قسم کی فروگذاشت اور رخنہ اندازی کے مقابلہ میں خود کو برسرِ پیکار اور آمادہ رکھیں۔

جو قوم اور جو ملت تنزل یافتہ یا زیرِ ادبار آ چکی ہے اس کے افراد اور اس شخصیتوں کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے افراد کی اصلاح اور درستی پر زور دیں افراد اور مختلف شخصتیں اینٹیں اور پتھر اور روڑے ہیں۔ ان میں سے کچھ تراشیدہ ہیں اور کچھ ناتراشیدہ، کچھ نرم اور کچھ سخت، کچھ موزوں اور کچھ ناموزوں۔ معمارانِ قوم کا یہ فرض اولین ہے کہ انھیں اپنی اپنی جگہ پر تعمیرِ قومیت میں لگائیں اور کھپائیں تاکہ اس کی تکمیل ہو۔ جب تک خشت اور پتھر نہ ہوں تو کوئی تعمیر کیونکر تیار ہو سکتی ہے اس طرح جب تک شخصیتیں نہ ہوں تب تک کوئی قوم اور کوئی کارخانۂ ملت کیونکر تیار ہو سکتا ہے ہمارا فرض اولین ہے کہ شخصیتوں کی اصلاح میں زور دیں۔ اور ہمیشہ دیکھتے رہیں کہ ان کی حالت اور کیفیت کیا ہے۔ تاکہ وقتاً فوقتاً تعمیرِ قومیت اور تعمیرِ ملت میں وہ کھپ سکیں اور کام دیں۔

ہر قوم کے سارے افراد ہی اچھے اور موزوں نہیں ہوا کرتے جس طرح ناموزوں اور کھردرے روڑے بھی عمارت میں لگ جاتے ہیں اور کھپائے جاتے ہیں اس طرح ان کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے کیونکہ قومیں اس طرح بنا کرتی ہیں کہ یونہی کھیت ہوتی ہے دیکھو کہ شخصیتوں اور افراد کی کیا حالت اور کیا کچھ کیفیت ہے اگر ان میں نقص ہے تو سمجھو کہ قومیت کی بنیاد مضبوط نہیں ہو سکتی۔ قومیت اس صورت میں مضبوط اور استوار ہو سکتی ہے جبکہ اس کے افراد اچھے اور موزوں ہوں۔ اور ضرورت پر ہر ایک کونہ اور ہر ایک جگہ پر انھیں آسانی سے کھپایا جا سکے۔

اس وقت دینی شخصیتوں میں موزونیت بھی ہے اور ناموزونیت بھی۔ پہلو تہی معاملاتی کی حیثیت سے بہت کچھ ناموزونیت ہے جب تک قوم اور افرادِ قوم و ملّت کے معاملات کا رُخ سیدھا نہ ہو تب تک کوئی قوم ترقی پذیر نہیں ہو سکتی

معاملات میں صرف داد وستد اور مقدمات دیوانی مالی اور فوجداری ہی واجب نہیں ہیں۔ عام رویہ اور عام روش بھی واجب ہے۔ سو ان باتوں میں کمزوری ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ اقتصادی ایکیٹ میں اور تمدنی پہلو سے اس پر من حیث افراد قومیت اور قومیت کے غور کیا جائے۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کیا کیا خامی اور نقص ہے بہت سے افراد اسلامی گداگری اور اپاہج بننے میں گذارتے ہیں۔ بہت سے لوگ سودی روپیہ لیکر اپنی جائیدادیں تباہ کرتے ہیں۔ بہت سے آدمی تعلیم وتعلّم سے عاری ہیں اور اس نقص سے محض ناآشنا ہیں۔ بہت سی فہمیدہ جانیں بھی باہمی اخوت سے منہ موڑ کر نفاق کی دلدادہ ہیں۔ بہت سے روحانی لوگ ایک دوسرے کے کافر بنانے اور مُرتد قرار دینے میں کوشاں ہیں۔ ان باتوں سے قومیت کھوکھلی ہو رہی ہے اور ملّت کا شیرازہ اکھڑتا جاتا ہے اور ایسے افراد کی وجہ سے قومیت کی تعمیر اُدھوری ہی نہیں رہتی بلکہ اس میں دن بدن ضعف اور کمزوری آتی جاتی ہے۔

جب ان امور کا انکشاف ہو چکا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس خانہ پُری پر زور نہ دیں۔ سب سے زیادہ تر یہ بات ہے کہ ہم میں سے جسقدر خاصۂ اخوت اور درستیٔ معاملات کا پہلو دب گیا ہے اسے زور سے اُٹھایا جائے اور کوشش کی جائے کہ ملّت و قومیت ایک صحیح مرکز پر کھڑی ہو جائے۔ آمین ::

(ماخوذ از مجموعہ مضامین مرزا سلطان احمد صاحب)

زرد پتوں کے سوا کچھ بھی نہ ہاتھ آیا ہمیں
ہم نے آنگن میں کئی پیڑ اُگا کر دیکھے

شعراء اور دل

محمود احمد تنویر ◎ ربوہ

دل کا ہر قطرہ ہے ساز انا البحر
ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا
(غالب)

عمر اک ایسی ہوتی ہے کہ جس میں دل کو
اچھی لگتی ہے ہر اک بات حقیقت کے سوا
(حسن اکبر کمال)

دل تو کیا چیز ہے ہم روح میں اُتر جاتے
تم نے چاہا ہی نہیں چاہنے والوں کی طرح
(کیفی اعظمی)

دل کی حالت سے کیا کرتے ہیں ہم تقسیم وقت
بجھ گیا تو صبح ہے اور جل گیا تو شام ہے
(رعنا اکبر آبادی)

دل یہ کہتا ہے کہ شاید ہو فسردہ تو بھی
دل کی کیا بات کریں دل تو ہے ناداں جاناں
(احمد فراز)

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
(غالب)

دل بے حوصلہ ہے اک ذرا سی ٹھیس کا مہماں
وہ آنسو کیا پئے گا، جسکو غم کھانا نہیں آتا
(یاس یگانہ)

راہِ حق کا ایک اور مسافر

محترم بابو عبدالغفار صاحب قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے

احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع پہنچائی جاتی ہے کہ حیدر آباد میں محترم بابو عبدالغفار صاحب فوٹو گرافر کو ۹ رجولائی بروز بدھ دن کے ایک بجے ان کی دکان واقع لجپت روڈ میں ایک شقی القلب نے خنجر کا وار کرکے انتہائی بے دردی کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ ان کی عمر قریباً ۸۰ سال تھی۔

تفصیلات کے مطابق محترم بابو عبدالغفار صاحب دوپہر کے وقت تنہا اپنی دکان کے کاؤنٹر پر بیٹھے تھے کہ ایک نامعلوم شخص ان کی دکان میں داخل ہوا اور آتے ہی خنجر کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا خنجر کا وار شہ رگ پر لگا جس کے نتیجہ میں مکرم غفار صاحب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اگلے روز ۱۰ رجولائی کو شام ۷ بجے ان کے دو داماد اور حیدر آباد کے چند اور افراد ان کا جنازہ لے کر ربوہ پہنچے جنازہ پہلے دارالضیافت میں رکھا گیا جہاں ان کے عزیز و اقارب اور اہل ربوہ کی ایک کثیر تعداد نے خدا کی راہ میں جان دینے والے اپنے اس بزرگ کا آخری دیدار کیا۔ ان کی نماز جنازہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب (رفیق حضرت اقدس) نے نماز مغرب کے بعد ۸ بجے شب صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کے شرقی میدان (زنانہ جلسہ گاہ) میں پڑھائی۔

نماز جنازہ کے بعد احباب جنازہ کو کندھا دیتے ہوئے عام قبرستان نمبر ۱ کے احاطہ میں لے گئے جہاں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ جنازہ و تدفین میں اہل ربوہ کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

محترم بابو عبدالغفار صاحب حیدر آباد کے معروف فوٹو گرافر تھے اور فوٹو اسپیڈ کمپنی کے نام سے لجپت روڈ پر ان کی دکان تھی۔ محترم بابو صاحب مکرم ماسٹر خدا بخش صاحب کانپوری مرحوم کے بیٹے تھے انتہائی مخلص اور فدائی خادم سلسلہ تھے۔ سلسلہ کی خدمات میں بھی پیش پیش رہے اور لمبے عرصے تک بطور صدر جماعت احمدیہ حیدر آباد خدمات بجا لاتے رہے۔

محترم بابو عبدالغفار صاحب نے اپنے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم ذوالفقار احمد صاحب (مقیم لنڈن) اور پانچ بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ساری اولاد خدا کے فضل سے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ ان کی اہلیہ اور دو جوان بیٹے کچھ عرصہ پہلے وفات پا گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ محترم بابو عبدالغفار صاحب مرحوم کے درجات کو ہر آن بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆

اعانت

مکرم الحاج محمد مبارک احمد صاحب ناصر آباد ربوہ نے مکرم رفیق مبارک میر صاحب کی میٹرک کے امتحان میں کامیابی کی خوشی میں ماہنامہ خالد ربوہ کے لئے مبلغ پچاس روپے عطیہ دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ احباب جماعت سے مکرم رفیق مبارک میر صاحب کی آئندہ بھی اعلیٰ اور نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضلوں اور برکتوں کا وارث بنائے۔ آمین (مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم برادرم ملک خالد مسعود صاحب ایم۔اے مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۸۶ء کو بچے سے نوازا ہے۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ازراہِ شفقت بچے کا نام فاتح محمود رکھا ہے۔

نومولود مکرم ملک محمد نذیر صاحب آف منگڑ ٹبل ضلع سرگودہا کا پوتا اور مکرم میاں ناصر علی صاحب تمیم برجیوالہ ضلع جھنگ کا نواسہ ہے۔

ادارۂ خالد اس خوشی کے موقع پر دونوں خاندانوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

کارکردگی میں لاجواب
مضبوطی میں بے مثال
HERCULES
ہرکولیس
امپورٹڈ میٹریل سے تیار شدہ
HERCULES
ہر قسم کی گاڑیوں کے سسپنشن، جمپ بیس اور پٹہ لائی سپیشلسٹ
میاں بھائی
۱۰ منٹگمری روڈ۔ لاہور۔ فون نمبر
223372
223373

UNIVERSAL
VOLTAGE STABILIZER
FOR
REFRIGERATORS
DEEP FREEZERS T.V. &
AIR-CONDITIONERS
یونیورسل الیکٹرونکس
۲۲- یسین سٹریٹ
ہال روڈ - لاہور فون:
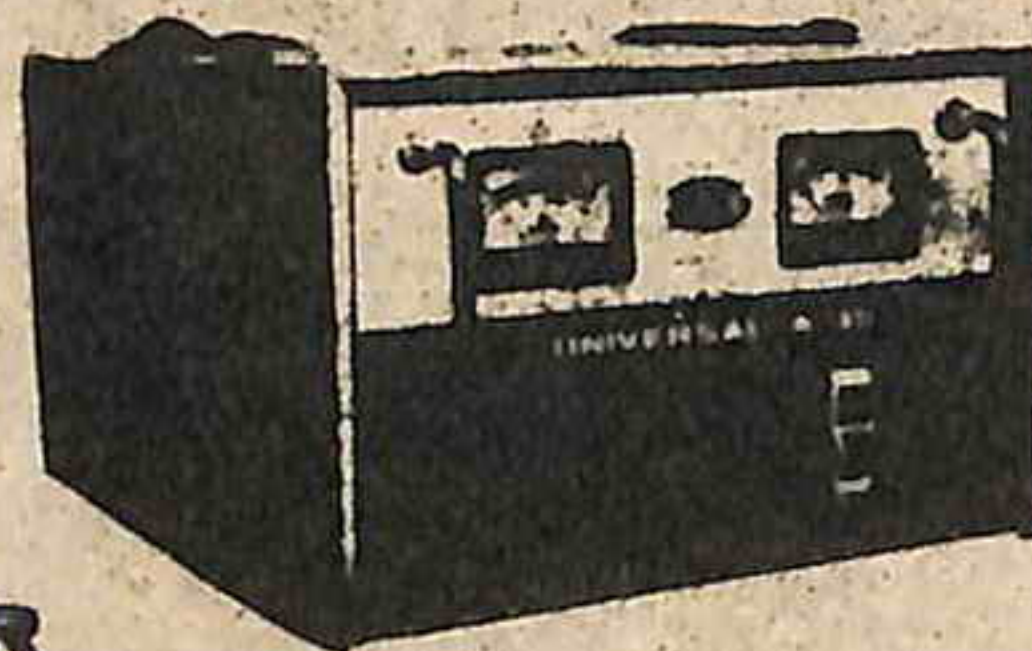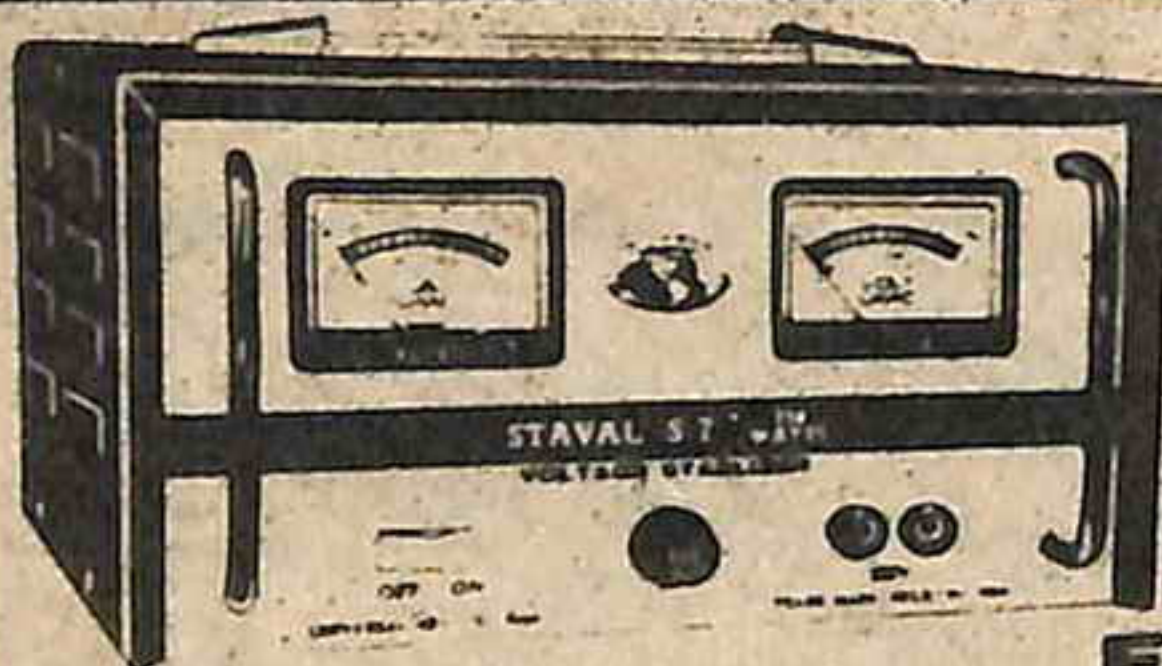
انسان کا دِل

(پیر محمد اشرف نوشاہی)

ایک ذرا سی بات ہوئی۔ ایک خاموش چیخ اُبھری اور عرش سے جا ٹکرائی ـــــ کسی انسان کا دل ٹوٹ گیا تھا ـــ زخمی دل کی کراہوں سے کائنات لرز رہی تھی۔ آسمان اس دردناک منظر کی تاب نہ لاسکا اور اس کے آنسو چھم چھم برسنے لگے۔ ستاروں کے جھرمٹ میں دمکتا مسکراتا چاند بھی سناٹے میں آگیا اور سیاہ گھٹاؤں کی اوٹ میں چھُپ کر سسکنے لگا اُسی لمحہ کسی صاحب فکر و دانش کی صدا بلند ہونے لگی وہ دھیمے دھیمے گنگنا رہا تھا ؎

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا

مہر و ماہ کی آنکھ غم سے ہوگئی تاریک و تار

دُنیا کے کسی کونے میں ٹوٹا ہوا دل ابھی تک سسک رہا تھا۔ کائنات کی نیند حرام ہو چکی تھی۔ مضطرب دل کی تلاش جاری تھی۔ نجانے وہ مضطرب دل کہاں تھا اور کیوں سسک رہا تھا۔ کائنات کا ہر کا رندہ اس کی جستجو میں تھا، لیکن اُس کی تلاش میں کامیابی نہیں ہو رہی تھی کہ اتنے میں ایک نئی آواز بلند ہونے لگی جو کہہ رہی تھی ؎

مسجد ڈھا دے، مندر ڈھا دے، ڈھا دے جو کچھ ڈھندا
پر بندے دا دل نہ ڈھاویں۔ رب دلاں وچ رہندا

یہ آواز بلند ہونے کی دیر تھی کہ زخمی دل کی سسکیاں اور بھی تیز ہوگئیں۔ کائنات کی نبضیں تھم سی گئی تھیں اور زمین و آسمان خاموش بہ لب سے ہوگئے تھے۔ ہر ذرہ کائنات پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

اے بے قرار اور مضطرب دل! تو کہاں ہے، کس پاتال میں چھُپا ہے

آ کہ تیری دادرسی ہوگئی

تیرا دُکھ بانٹا جائے گا

تیرے زخموں پر مرہم لگائی جائے گی

آ سامنے آ، چھپ چھپ کے نہ رو

یہ آواز چاروں طرف سے گونج رہی تھی۔ ذرہ ذرہ پکار رہا تھا مگر انسان کا ٹوٹا ہوا دل ابھی تک مائل فریاد تھا۔ کچھ کہتا بھی نہ تھا کہ کیا ہوا ہے اور کس نے اس نازک آبگینہ کو مجروح کر کے نظامِ کائنات درہم برہم کر دیا ہے بس روتا جاتا تھا۔ اور اس کی ہر آہ سے کائنات لرز رہی تھی دل سے اُٹھتی ہوئی خاموش فریادیں آسمانوں کو چیرتی ہوئی

رب العالمین کے حضور کہہ رہی تھیں۔

؎ میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریاد وں کو سن، میں ہو گیا زار و نزار

یہ کہہ کر وہ دل پھر رونے اور سسکنے لگا۔ اسکی بے قراری سے ارحم الرحمین کا رحم جوش مارنے لگا۔ اچانک وہ بلکتا ہوا دل پھر خاموش ہو گیا اور بار بار یہی مصرعہ پڑھنے لگا۔

؎ یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں ترے در کے فقیر

میں نے غور سے کان لگا کر سنا تو یہ ایک دل نہیں تھا بہت سے دل رو رہے تھے اور بہت سے دلوں سے بہتا ہوا لہو کہہ رہا تھا۔

؎ یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں ترے در کے فقیر

عزمِ نو

ہجر و وصال کی وہ باتیں ہوئیں پرانی — اب ہم لکھیں گے یاروں سے نئی کہانی

لائیں گے آسمان سے مہر و وفا کا پانی — بغض اور عداوتوں کی ہے آگ بھی بجھانی

یارو خلوص کی ہیں فصلیں ہمیں اگانی — روئے زمین پہ ہم کو جنت ہے اک بسانی

اُن کو جنہوں نے سر پر چادر ہوئی ہے تانی — دینا ہے جا کے ہم کو پیغام آسمانی

وحدانیت کی اُس کی اِک دھوم ہے مچانی — روحِ بلال رضی اللہ عنہ ہم نے ہر روح ہے بنانی

سینوں میں ہر کسی کے اک آگ ہے لگانی — ہو جائے خاک چاہے یہ حسن یہ جوانی

دیکھیں گے ہم اسے جو کہتا ہے لَنْ تَرَانِیْ

گائیں گے پھر خوشی سے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(اسیران راہ مولیٰ)

غالبؔ چلو کہیں سے اُسے ڈھونڈ لائیں ہم

(عبدالقدیر قمر۔ ربوہ)

میرا اور تمہارا تو جنم جنم کا ساتھ ہے۔ برسوں گذر گئے جب سے تو میرے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ اب تم میرے دل کے نہاں خانوں میں بستی ہو۔ جیسے کسی عرب دانشور کا قول ہے "دوستی یہ ہے کہ دونوں کی روحوں کا باہم اتصال ہو جائے"۔ تو میری اور تمہاری روحوں کا باہم اتصال ہو چکا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھکر تمہارا وجود میرا وجود اور میرا وجود تمہارا وجود ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ میری اور تمہاری دوستی کی مثال دیا کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تو جس کے ساتھ ہو اسکی کاغذ کی ناؤ بھی آہن پوش جہازوں سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور جس کے ساتھ تو نہ ہو اس کے مضبوط قلعے بھی تارِ عنکبوت ثابت ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب سے تم میرے ساتھ ہو زمانے کے حوادث میرے ارادوں کو متزلزل نہیں کر سکے۔ اور مجھے میری راہِ منزل سے بھٹکا نہیں سکے بلکہ باوجود اس کے کہ تلاشِ مقصود میں ہزاروں زخم کھائے اور بے شمار نشیب و فراز آئے۔ لیکن چونکہ تم میرے ساتھ تھیں اس لیے میں نے کسی بات کی پرواہ نہ کی کیونکہ ؎

چمن تم سے عبارت ہے بہاریں تم سے زندہ ہیں
تمہارے سامنے پھولوں سے مرجھایا نہیں جاتا

میں جب بھی کسی کام کا آغاز کرتا ہوں تو تم مجسم تصویر بنکر میری نگاہوں کے سامنے آجاتی ہو۔ اگرچہ مجھے تاریکیوں کا احساس ہو رہا ہوتا ہے لیکن تم مجھے روشن مستقبل کی نوید سناتی ہو۔ جہاں ناکامی کی صورت ہوتی ہے تمہی تو ہو جو اس وقت میری ہمت بندھاتی ہو اور ہر منزل کے بعد ایک نئی منزل کی راہ دکھاتی ہو جس کے نتیجہ میں میں ایک نئی لگن۔ نئی ہمت اور نئے سرے سے اپنے گمشدہ گوہر مقصود کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہوں۔

جس طرح اُداس بلبل لہلہاتے اور پُر بہار چمن میں اپنی اُداسیوں کو بھول جاتی ہے بالکل اسی طرح تم آکر میرے قلبِ حزیں میں دلکشی و رعنائی پیدا کر دیتی ہو اور جب کبھی تم مجھ سے منہ پھیر لو تو میں فضاؤں میں بھی اور ہواؤں میں بھی جنگلوں میں بھی اور صحراؤں میں بھی یہ صدا لگاتا ہوں۔

بے نور ہو چکی ہے بہت شہر کی فضا
تاریک راستوں میں کہیں کھو نہ جائیں ہم
اس کے بغیر آج بہت جی اُداس ہے
غالبؔ چلو کہیں سے اسے ڈھونڈ لائیں ہم

ایسا کیوں نہ ہو جبکہ تم میری بہت ہی پیاری۔ بہت ہی محبوب بلکہ جان سے عزیز شے "اُمید" ہو۔ ہاں وہی امید جو تاریکیوں میں روشنی دکھاتی ہے اور ناکامیوں میں کامیابی کی نوید سناتی ہے۔ ہاں وہی امید جس پر دنیا قائم ہے اور جسکی بناء پر ہماری زندگیوں میں راحت و آرام ہے۔

پہلی قسط

(مکرم عبدالحمید صاحب۔ ربوہ)

جدید الیکٹرونکس

الیکٹرونکس کا تعارف

یہ ایک نہایت ہی دلچسپ اور حیران کن حقیقت ہے کہ ساری دنیا ایک ہی بنیادی عنصر سے بنی ہے جس کا نام ہے ایٹم (ATOM) آپ کہیں گے کہ دنیا کی مختلف چیزوں میں بے شمار اختلافات موجود ہیں ان میں ٹھوس اور مائع، نرم و سخت، وزنی و ہلکی۔ سفید و سیاہ، جاندار و غیرجاندار سب ہی شامل ہیں۔ اگر درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے تو ان میں یہ اختلاف کیسے پائے جاتے ہیں؟ دورِ حاضر کے سائنسدانوں نے جو نظریہ بڑی تحقیق و محنت کے بعد قائم کیا اسے یہاں آسان سے آسان پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

دراصل ہمارے اردگرد جو بھی شئے موجود ہے سائنس کی زبان میں اسے مادہ کہتے ہیں۔ آخر مادہ کیا ہے؟ مادہ وہ چیز ہے جنہیں ہمارے حواس خمسہ یعنی سننے، دیکھنے، چکھنے چھونے اور سونگھنے کی طاقتیں محسوس کر سکتی ہیں۔ تمام مادی چیزیں وزن رکھتی ہیں اور جگہ گھیرتی ہیں۔ ٹھوس اشیاء مثلاً اینٹ لوہا۔ لکڑی وغیرہ اور مائع اشیاء مثلاً پانی۔ تیل۔ دودھ وغیرہ کا پتہ ہم اپنے حواس خمسہ کی سونگھنے اور چکھنے کی قوت سے لگا سکتے ہیں اور ہوا اور گیسوں کا پتہ سونگھنے اور تولنے سے ہو جاتا ہے۔ اب جب تمام چیزیں مادہ سے بنی ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مادہ کس چیز سے بنا ہے؟ یہ وہ سوال ہے کہ جس کا جواب معلوم کرنے کی کوشش میں وہ رازہائے سربستہ منکشف ہوئے کہ دنیا کے حیرت و استعجاب کی کوئی حد نہیں رہی۔

آپ کسی مادی چیز کا ایک نہایت ہی چھوٹا ٹکڑا لیں مثلاً لوہے کا۔ اب اس کو اور چھوٹے حصوں میں تقسیم کریں۔ پھر ان میں سے ایک سب سے چھوٹا ٹکڑا لیں اور اس کے آگے نہایت ہی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالیں۔

اب ان میں سے ایک ایسا ٹکڑا لیں جسے بظاہر مزید چھوٹا کرنا ممکن نہ ہو، لیکن اگر آپ کے پاس سائنسی آلات ہیں اور آپ اسکو مزید چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ ڈالتے ہیں تو ایک ایسی حد پہنچے گی کہ لوہے کے سب سے چھوٹے ذرے کو مزید نہیں توڑا جا سکے گا اور اگر توڑا جا سکا تو وہ لوہے کی خاصیت کھو بیٹھے گا چنانچہ لوہے کے اس "آخری حد" والے حصّہ کو لوہے کا مالیکیول کہتے ہیں۔ مالیکیول کے اندر اپنے خواص موجود ہوتے ہیں۔ تمام اشیاء کا تجزیہ اس طرح کیا گیا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ وہ ایسے ہی مالیکیولوں سے ملکر بنی ہیں۔ دنیا کی ہر شئے کے مالیکیول دائماً متحرک ہیں۔ گو بظاہر ہمیں اشیاء منجمد اور ساکت نظر آتی ہیں۔ ٹھوس چیزوں میں ان کی حرکت صرف اپنے محور کے گرد ہوتی ہے لیکن مائعات میں یہ تیزی سے حرکت کرتے ہیں اور مائع کی سطح کے اوپر بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح گیسوں میں مالیکیول اور بھی تیزی سے حرکت

کرتے ہیں اور ان کی حرکت کے مزید کچھ اُصول بھی ہیں لیکن وہ ہمارے مضمون سے متعلق نہیں۔

اب اس سے آگے بڑھتے ہیں اور اس مالیکیول کے بھی ٹکڑے کر ڈالتے ہیں اور اس سے جو ذرہ حاصل ہو گا اسے ہم ایٹم کہیں گے۔ تمام قسم کے مالیکیول کو توڑنے سے ایک ہی قسم کا مادہ یعنی ایٹم حاصل ہوتا ہے (میں نے تمام ایٹموں کو ایک ہی قسم کا مادہ اسلئے کہا ہے کہ تمام ایٹم صرف تین ہی بنیادی ذرات سے ملکر بنتے ہیں یعنی الیکٹران پروٹان اور نیوٹران)

آج تک ایک سو دس قسم کے ایٹم دریافت کیے جاچکے ہیں۔ اب ہم ایٹم کی ساخت پر غور کرتے ہیں۔ ایٹم کے اندر تین قسم کے ذرات پائے جاتے ہیں۔

(۱) پروٹان:۔ اس پر اکائی مثبت بار ہوتا ہے۔ اور یہ الیکٹران سے ۱۸۳۶ گنا بھاری ہوتا ہے۔

(۲) نیوٹران:۔ اس پر کوئی چارج نہیں ہوتا۔ اور یہ الیکٹران سے ۱۸۴۲ گنا بھاری ہوتا ہے۔

(۳) الیکٹران:۔ یہ ایک کم کمیت والا ذرہ ہے اور اس پر اکائی منفی چارج ہوتا ہے۔

نیوٹران اور پروٹان ایٹم کے مرکز میں نیوکلس کے اندر واقع ہوتے ہیں اور الیکٹران نہایت ہی تیز رفتاری سے ایک پیچیدہ رستے پر نیوکلس کے گرد گھومتے ہیں۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔
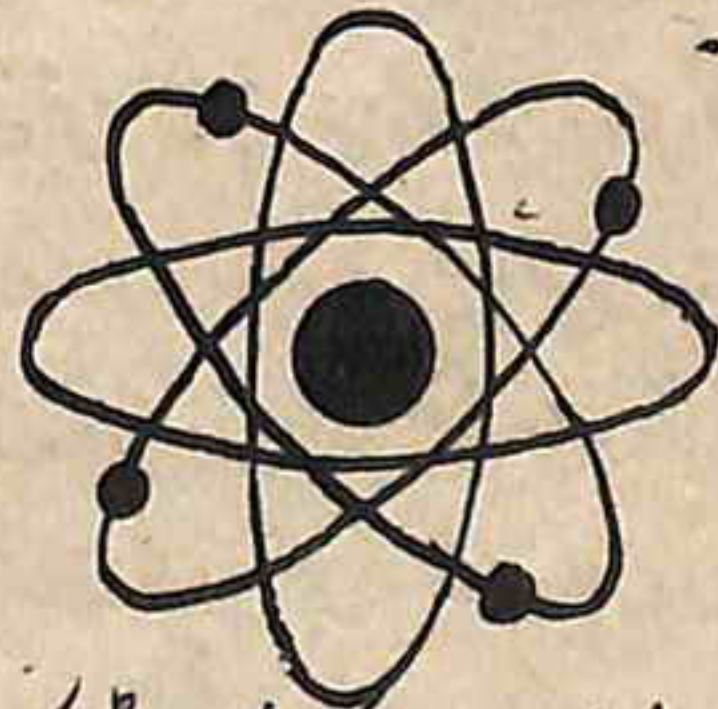
ہر الیکٹران کا راستہ جدا ہوتا ہے کوئی چھوٹے چکر میں گھومتا ہے اور کوئی بڑے میں۔ کوئی بالکل دائرے کی شکل میں گھومتا ہے اور کوئی بیضوی شکل میں گھومتا ہے۔ آپ نے بہت سے پروانوں کو شمع کے گرد گھومتے ہوئے دیکھا ہو گا۔ ایٹم کے اندر الیکٹران بھی کچھ اسی طرح گھومتے ہیں لیکن ایٹم کا سائز اتنا چھوٹا ہے کہ آپ بہترین خوردبین سے بھی ان کی یہ حرکت نہیں دیکھ سکتے۔ چونکہ ایٹم ایک دوسرے سے بہت نزدیک واقع ہوتے ہیں اس لیے بعض دفعہ الیکٹران ایک ایٹم سے نکل کر دوسرے ایٹم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ان الیکٹرانوں کو فری الیکٹران (FREE ELECTRONS) کہتے ہیں۔ انہی الیکٹرانوں کے بہاؤ سے برقی رو یا بجلی پیدا ہوتی ہے انہی الیکٹران سے کام لینے والے علم کو الیکٹرونکس کہتے ہیں۔

ایٹم خلا کے اندر بھی ہوتے ہیں ہماری زمین کے گرد ہوا کا ایک دائرہ ہے جب ہم کافی بلندی پر جائیں تو ایک جگہ ایسی آئیگی جہاں سے آگے ہوا ختم ہو جاتی ہے اور خلا شروع ہو جاتا ہے اس خلا میں کوئی بھی چیز ہے یا نہیں؟ اس خلا میں جو چیز موجود ہے اسے ایتھر (ETHER) کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہوا ایک مادی شئے ہے جس کا ایک ذرہ ایٹم سے کئی ہزار گنا بھاری ہے۔

(باقی)

پرندے

طوطا

(مکرم ملک محمود احمد صاحب ناصر)

دنیا کے دیگر ممالک کے علاوہ طوطے پاکستان میں بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں ہمارے ہاں طوطوں کی دو اقسام ہیں اول قسم بڑے طوطوں کی ہے۔ ان طوطوں کے پَر سبز ہوتے ہیں پروں کا رنگ بازوؤں پر گہرا، کمر اور پیشانی پر ہلکا ہوتا ہے۔ دُم کے پر جسم کے نزدیک گہرے سبز ہوتے ہیں لیکن بعد میں ان پر نیلاہٹ آجاتی ہے اور دم کے آخیر میں ان کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ دم کے نیچے سے پروں کا رنگ زردی مائل سبز یا زرد ہو جاتا ہے۔ نر طوطوں میں گردن کے گرد سرخی مائل گلابی رنگ کا چھلا اور بازوؤں کے خم کے سامنے گہرا سرخ نشان ہوتا ہے۔ مادہ طوطوں میں گردن کا سرخ چھلا نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کے طوطے قدرے چھوٹے ہوتے ہیں ان کے پر شوخ سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ جن کا رنگ کمر اور سر کی براروں میں سیاہی مائل نیلاہٹ ہوتی ہے جس میں پروں کے خم کے نزدیک پیلاہٹ آجاتی ہے۔ نر میں گردن پر سرخ چھلا ہوتا ہے جو سامنے سے نامکمل ہوتا ہے پیٹ کے نیچے کے پَر زردی مائل سبز ہوتے ہیں۔ مادہ طوطوں میں گردن کے سُرخ چھلے کی بجائے سبز رنگ کا چھلا ہوتا ہے

طوطے اکثر اُن علاقوں میں پائے جاتے ہیں جہاں درخت بڑے اور گھنے ہوں۔ اسی وجہ سے ان کی کثرت باغات میں ہوتی ہے۔ طوطے نسل کشی کے موسم میں نر و مادہ کے جوڑوں کی صورت میں ملتے ہیں اور سال کے باقی دنوں میں گروہ کی صورت میں اکٹھے رہتے ہیں۔ طوطے اُڑتے ہوئے، درختوں اور فصلوں پر بیٹھتے وقت بے انتہا شور کرتے ہیں اور خوراک کی تلاش میں اُڑتے ہوئے میلوں دور نکل جاتے ہیں، لیکن شام کو گھونسلوں یا بیٹھنے کی جگہوں پر واپس آجاتے ہیں۔

طوطے عام طور پر پھل، غلے، فصلیں غرض کہ ہر طرح کی چیز کھا لیتے ہیں اور چونکہ گروہ کی صورت حملہ آور ہوتے ہیں اس لیے پھل دار پودوں اور فصلوں کو کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ طوطوں کے انڈے دینے کا موسم فروری سے مئی تک ہے لیکن اکثریت فروری مارچ میں ہی بچے نکالتی ہے۔ مادہ عموماً کھوکھلے درختوں کے سوراخوں یا دیوار کے سوراخوں میں انڈے دیتی ہے۔ انڈے دینے کے لیے کوئی گھونسلا نہیں بنایا جاتا البتہ درختوں کے سوراخوں میں انڈے دینے سے پہلے طوطے سوراخ کو چونچ سے کاٹ کاٹ کر درست کرتے ہیں۔ ایک جھول میں مادہ چار تا چھ انڈے دیتی ہے جن کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

پنجروں میں رکھنے کے لیے طوطوں کے ایسے بچے بہتر رہتے ہیں جن کے پَر نکل ہی رہے ہوں۔ ان کو کھلاتے

کے لیے چنے کی بھیگی ہوئی دال ابتدا میں دی جاتی ہے۔ شروع میں دال کے دانے ان کی چونچ میں دے دیئے جاتے ہیں لیکن یہ بچے جلد ہی خود کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ طوطے ہر پھل اور سبزی شوق سے کھا لیتے ہیں اس لیے انہیں ہر چیز کھلائی جا سکتی ہے یہاں تک کہ طوطے سبز مرچ اور روٹی بھی کھا لیتے ہیں اور گنے کی گنڈیری بھی بڑے شوق سے چوستے ہیں۔

پالنے کے لیے طوطے لوہے کے پنجرہ میں رکھے جاتے ہیں۔ لکڑی یا بانس کے پنجروں کو طوطے کاٹ ڈالتے ہیں۔ پنجرہ میں طوطے کے لیے دانے اور پانی کا برتن ہونا چاہیئے پنجرہ گرمیوں میں ٹھنڈی اور سردیوں میں گرم جگہ رکھنا چاہیئے اور انہیں پانی یا بارش میں نہیں بھیگنے دینا چاہیئے اگر سردیوں میں طوطے بھیگ جائیں تو انہیں گرم جگہ پر رکھ کر خشک کر دیں ورنہ انہیں نمونیہ ہو سکتا ہے۔

گھریلو طوطوں کو پڑھایا بھی جاتا ہے اور اس مقصد کے لیے الفاظ بار بار اُن کے سامنے دھرائے جاتے ہیں اور کچھ ہی دنوں کی محنت کے بعد طوطے وہ الفاظ بولنا شروع کر دیتے ہیں طوطے ایسے الفاظ بار بار دھراتے ہیں اسی بنا پر "اپنے منہ میاں مٹھو" کا محاورہ بن گیا ہے پالتو طوطے اگر عرصہ تک پنجرے میں بند رہیں تو وہ اُڑنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں۔ اگر ایسے طوطے کو کُھلا چھوڑ دیا جائے تو پھر وہ گھر میں پھرتا رہتا ہے اور جلد ہی گھر کے افراد سے مانوس ہو جاتا ہے اگر طوطے کا ماحول بدل دیا جائے تو وہ جلد ہی پرانے ماحول کو بھول کر نئے ماحول میں رچ بس جاتا ہے۔ اسی بنا پر ایسے مواقع پر "طوطا چشم" کا محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

پالتو طوطوں کو مختلف مقاصد کے لیے تربیت بھی دی جاتی ہے اور طوطے توپ چلانا، فال نکالنا وغیرہ قسم کے کرتب اکثر بازاروں میں دکھاتے نظر آتے ہیں۔ اس طرح طوطے بہت سے افراد کی روزی کا ذریعہ بھی ہیں۔

طوطے جہاں گھروں میں اپنی آواز کی بناء پر خوشیاں بکھیرتے ہیں وہاں ان سے انسانوں میں ایک موذی مرض سٹاکوسس بھی پھیل سکتا ہے۔ اس مرض کا ابھی تک کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ اس لیے اگر طوطا بیمار ہو جائے تو مستند معالج حیوانات سے مشورہ ضرور کرنا چاہیئے۔

مکرم محترم نسیم سیفی صاحب
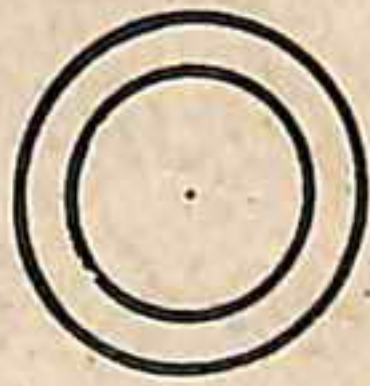
مُوڑ پر آ کر نئی تاویل کر لیتے ہیں لوگ
بے ضرورت راستے تبدیل کر لیتے ہیں لوگ
جن کی باتوں پر ملمع جھوٹ کا کندن لگے
ان کے ہر ارشاد کی تعمیل کر لیتے ہیں لوگ
دیکھتے رہتے ہیں ہر گم کردہ راہ کی بھول چوک
اس طرح کردار کی تشکیل کر لیتے ہیں لوگ
اپنے ذہنوں کی غلاظت دوسروں پر پھینک کر
اپنے ہاتھوں آپ ہی تذلیل کر لیتے ہیں لوگ
بوجھ دل کے وقت کی رفتار کر دیتے ہیں کم
روز و شب صدیوں میں بھی تبدیل کر لیتے ہیں لوگ
کہکشاں کی سمت جب پرواز کرتے ہیں نسیم
سنگِ رہ کو بھی نشانِ میل کر لیتے ہیں لوگ

آپ کی بیاض سے — آپ کی پسند

فضل الرحمٰن ——— ربوہ

آج دیکھیں گے ترے حوصلے اے جانِ جہاں
سربکف ہو کے تری بزم میں ہم آئیں گے

اظہر محمود ناصر ——— اوکاڑہ

سہارا جو کسی کا ڈھونڈتے ہیں بحرِ ہستی میں
سفینہ ایسے لوگوں کا ہمیشہ ڈوب جاتا ہے

محمود اقبال ——— خوشاب

دوست بنکر دوستوں نے اس قدر دھوکے دیئے
جب مجھے تم دوست کہتے ہو تو ڈر جاتا ہوں میں

نصیر احمد ناصر ——— صادق آباد

کسی کی طرف نہ دیکھو حقارت سے
ہر ایک چہرہ کسی کا حبیب ہوتا ہے

سیّد عبداللہ ندیم ——— ربوہ

یہ اندھیرے تو سمٹ جائیں گے اک دن اے دوست
یاد آئیگا تجھے مجھ سے گریزاں ہونا !

محمد ابراہیم ——— بشیر آباد

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

راشد احمد ——— ٹنڈو جام

نہ جانے کیوں میری آنکھوں میں آگئے آنسو
کسی نے ہاتھ بڑھایا جو دوستی کے لیے

سعید احمد قمر ——— ربوہ

لوگ کہتے ہیں بدلتا ہے زمانہ سبکو
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

ظہیر الدین بابر ——— محمد آباد

لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے
دل بدلتے ہیں تو چہرے بھی بدل جاتے ہیں

اس دور میں ریفریجریٹر (فریج) ہر گھر کی ضرورت ہے ہم آپ کو اس کے کام کرنے کا طریقہ اور اس کی حفاظتی تدابیر بتاتے ہیں۔

ریفریجریٹر کس طرح کام کرتا ہے؟ ریفریجریٹر اس اصول پر کام کرتا ہے کہ جب کسی گیس کو دبا کر مائع بنایا جاتا ہے تو وہ گیس اپنی تکثیف کی حرارت اپنے ارد گرد کے ماحول کو دے دیتی ہے۔ ارد گرد کے ماحول سے مراد کمرے کا ماحول ہے اور جب مائع حالت میں موجود اس گیس پر دباؤ کم کیا جاتا ہے تو اسکی تبخیر ہوتی ہے اور وہ دوبارہ گیس بن جاتی ہے اور تبخیر کے عمل کے دوران فریج کے اندر کی ساری حرارت جذب کر لیتی ہے ریفریجریٹر کے چار حصے ہوتے ہیں (۱) کمپریسر (۲) کنڈنسر (۳) ریفریجریٹ کنٹرول ایوپوریٹر۔ فریج میں کسی ایسی گیس کا استعمال کیا جاتا ہے جو عام طور پر صرف دباؤ بڑھانے سے مائع حالت میں تبدیل ہو جائے اس کیلئے ریفریجریٹر میں فریون ۱۲ ڈائی کلورو ڈائی فلورو میتھین استعمال ہوتی ہے کمپریسر کی مدد سے گیس کنڈنسر میں جاتی ہے۔ کنڈنسر میں گیس پہ دباؤ بڑھانے کے باعث مائع حالت میں بدل جاتی ہے اور جذب شدہ حرارت باہر خارج کر دیتی ہے۔ کنڈنسر سے مائع گیس ریفریجرنٹ کنٹرول میں سے ہوتی ہوئی ایوپوریٹر میں جاتی ہے۔ یہاں دباؤ کم ہونے کی وجہ سے یکدم پھیل کر گیس بن جاتی ہے۔ اور تبخیر کی حرارت ایوپوریٹر میں پڑی چیزوں سے جذب کر لیتی ہے جس سے ان چیزوں کے درجہ حرارت میں کمی واقع ہونے لگتی ہے ایوپوریٹر سے گیس کمپریسر کی مدد سے پھر کنڈنسر کی طرف لائی جاتی ہے اور ایسے یہ عمل جاری رہتا ہے اور آخرکار ایوپوریٹر میں پڑی ہوئی چیزیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ٹھنڈی ہوا گرم ہوا کے مقابلے میں بھاری ہوتی ہے۔ جب ریفریجریٹر کی اندرونی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے تو وہ نیچے آ جاتی ہے اور گرم ہوا اوپر چلی جاتی ہے اور یوں ہوا کا دَور قائم رہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد تقریباً یکساں درجہ حرارت ہو جاتا ہے درجہ حرارت کو کنٹرول کرنے کیلئے ایک سوئچ لگا ہوتا ہے جس کو تھرموسٹیٹ سوئچ کہتے ہیں ضرورت کے مطابق کم یا زیادہ ریخ کر لی جاتی ہے ریفریجریٹر کی حفاظتی تدابیر (۱) فریج بند (باقی صفحہ پر)

بچے کے رونے کی آواز سے بیماریوں کی تشخیص

مکرم مرزا سلطان احمد صاحب
فیصل آباد

رونا نہ صرف انسان بلکہ بعض جانوروں میں بھی درد یا رنج کا ایک فطری ردّعمل ہے۔ ایک بڑی عمر کا باشعور انسان غم یا درد کے وقت رونے کی خواہش کو دبا لیتا ہے جبکہ ایک شیر خوار بچہ ذرا سی تکلیف کے وقت بلک بلک کر رونے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دیگر تخلیقات کی طرح بچوں کا اسطرح رونا بے فائدہ نہیں۔ جدید تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ بچوں کے رونے کی آواز کا بغور تجزیہ کرنے سے کئی بیماریوں کی کامیاب تشخیص ہو سکتی ہے اور قبل اس کے کہ وہ بیماری بڑھ کر اپنی دیگر علامات ظاہر کرے اس تجزیہ کی بناء پر بیماری کا بروقت علاج کیا جا سکتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل تک ماہرین رونے کو بول چال کی ابتدائی شکل قرار دیتے تھے لیکن انہی ماہرین کے نزدیک زبان کے ذریعہ خیالات اور اطلاعات کو دوسرے تک پہنچانے کا ہنر صرف انسان تک محدود ہے جبکہ رونے کا عمل کئی جانوروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اب رونے کو عام بول چال سے بالکل علیحدہ قرار دیا جاتا ہے۔

اس عمل کا محرّک دماغ کا ایک حصہ ہائپوتھیلمس (HYPO-THALAMUS) ہے یہ رونے کے علاوہ کئی اور اہم کام بھی سرانجام دیتا ہے۔ ہائپوتھیلمس صرف دودھ پلانے والے جانوروں میں ہی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ صرف دودھ پلانے والے جانور ہی رونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

طبّی تحقیق کے میدان میں پہلی پیش رفت فن لینڈ کے سائنس دانوں کی ایک ٹیم نے کی ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۷ء کے درمیان اس ٹیم نے بچوں کی ایک مخصوص بیماری پر تحقیقات کیں۔ اس بیماری میں بچے کے رونے کی آواز بلّی کے رونے کی آواز سے مشابہت اختیار کر جاتی ہے اس ٹیم نے سائنسی آلات کے ذریعہ اس بیماری

سے متاثر بچوں کے رونے کی آواز کا تجزیہ کیا اور یہ ثابت کیا کہ یہ بچے بیک وقت دو مختلف انداز سے روتے ہیں۔ ایک انداز تو بچے کے رونے کا عام انداز تھا۔ اور دوسرا بلی کے رونے سے حیرت انگیز مشابہت رکھتا تھا اسوقت کے سائنسی آلات اتنے مؤثر نہ تھے چنانچہ یہ تحقیق کوئی خاص نتیجہ پیدا نہ کر سکی۔

۱۹۷۶ء میں گوئٹے مالا کے ڈاکٹر بیری لیسٹر (BARRY LESTER) نے بچوں کا معائنہ کرتے ہوئے یہ بات محسوس کی کہ خراب یا کم غذا پانے والے بچوں کے رونے کی آواز صحتمند بچوں سے مختلف ہوتی ہے۔ غالباً غذائیت کی کمی دماغ کے بعض حصوں پر اثر کر کے یہ تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ ڈاکٹر بیری لیسٹر نے اپنے ان خیالات کا اظہار رسالہ "چائیلڈ ڈویلپمنٹ" (CHILD DEVELOPMENT) میں کیا مگر بہت تھوڑے سائنسدانوں نے اس تحقیق کو قابل توجہ سمجھا۔ مگر ڈاکٹر بیری لیسٹر اور ان کے ساتھیوں نے اپنی تحقیقات جاری رکھیں۔

انہوں نے قبل از وقت پیدا ہونیوالے اور دماغی امراض کے شکار بہت سے بچوں کے رونے کی آواز کا کمپیوٹر کے ذریعہ تفصیلی تجزیہ کیا۔ رفتہ رفتہ بہت سے رازوں سے پردہ اٹھنے لگا۔ مثلاً جن بچوں کے رونے کی آواز کی تھرتھراہٹ یا پچ (PITCH) زیادہ ہو ان کے دماغ کا وہ حصہ جو گلے کے پٹھوں کو قابو کرنے کا کام سرانجام دیتا ہے کسی نہ کسی بیماری سے متاثر پایا گیا ہے۔

اسی طرح کسی بچے کا غیر معمولی آواز میں رونا یا رونے کی چیخ کا مختصر ہونا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ پھیپھڑے یا پھیپھڑوں کے اعضاء صحیح نشوونما نہیں پا رہے۔

اور وہ بچے جن کے رونے کی آواز میں اتار چڑھاؤ نہیں پایا جاتا ہوا کی نالی کے اوپر والے حصے کی بیماریوں میں مبتلا پائے گئے ہیں۔

بچوں کی ایک بیماری SIDS امراضِ طفلیات کے ماہرین کیلئے ایک مسلسل چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بیماری میں کسی غیر معمولی علامت کے بغیر بچہ نیند کی حالت میں ہی موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بیشتر اس کے کہ طبی امداد دی جائے یہ بیماری بچے کو اپنا شکار بنا چکی ہوتی ہے۔

لیکن محققین کے مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ جن بچوں کے رونے کی پچ (PITCH) کم ہو وہ اس بیماری کا شکار ہونے کا مخفی امکان زیادہ رکھتے ہیں چنانچہ کچھ بعید نہیں کہ بچے کے رونے کی آواز کے تجزیہ سے اس بیماری کا بروقت سراغ لگایا جا سکے اور اس طرح کئی بچوں کی جانیں ضائع ہونے سے بچ جائیں۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

تاج محل

محمد ابراہیم خان
شکر گڑھ

تاج محل شاہ جہاں کی چہیتی بیگم ممتاز محل کا مقبرہ ہے جسمیں بعد ازاں وہ خود بھی دفن ہوا۔ آج روئے زمین پر جتنی بھی عمارتیں ہیں نقشے کی دل آویزی اور خوبصورتی و نزاکت میں کوئی عمارت تاج محل کے مقابلے پر نہیں آ سکتی۔ ایسا مقبرہ آج تک نہیں بنایا جا سکا۔ جب تک تاج محل موجود ہے۔ آگرہ دنیا بھر کے سیاحوں کی زیارت گاہ بنا رہے گا۔ دیدہ وروں نے اس عمارت کی تعریف میں جو کچھ کہا ہے اگر اسے جمع کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ اگر چاندنی رات میں اس خالص موتی کو دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سنگِ مرمر پانی سے زیادہ رواں دواں ہے اور وہاں ایک دم کیلئے ٹھہر جانا ہمیشگی سے زیادہ پائیدار ہوتا ہے۔

شاہ جہاں کی بیگم ممتاز محل نے دکن سے واپس ہوتے ہوئے برہان پور کے نزدیک انتقال کیا۔ بادشاہ کیلئے یہ سانحہ اس درجہ غم افزا ثابت ہوا کہ ایک ہی سال میں بال سفید ہو گئے۔ غم غلط کرنے کیلئے بادشاہ نے مقبرہ کی تعمیر شروع کرا دی۔ سترہ سال کی محنت سے یہ نادر عمارت نہایت اعلیٰ سنگ مرمر سے تیار ہوئی ایک نہایت خوبصورت باغ کے وسط میں اونچا چبوترا ہے چاروں کونوں پر سنگِ مرمر کے چار مینار کھڑے ہیں چبوترے کے عین بیچ میں ایک چھیاسی فٹ مربع جگہ گھیری ہوئی مقبرہ کے اوپر اسّی فٹ مرمریں گنبد ہے جسکی چوٹی پر خالص سونے کا درخشاں کلس چمک رہا ہے۔ اس گنبد کے ارد گرد چار چھوٹے گنبد ہیں۔ اندر اور باہر در و دیوار پر عقیق یشب لاجورد اور دوسرے قیمتی پتھروں کے پھول اور بیل بوٹے اور پھولوں کی پنکھڑیوں میں رنگ رنگ کے نگ جڑے ہوئے ہیں اگر ناخن بھی پھیریں تو کہیں نہیں رُکتا۔ محرابوں اور دیواروں پر قرآن کریم کی آیات نہایت خوبصورتی سے کھدی ہوئی ہیں اور ان میں سنگ موسیٰ کے حروف بھر دیئے گئے ہیں۔ دیکھیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ انسانی ہاتھوں سے نہیں بنا۔ اسکی باریک بیلیں، نازک سرخ پھول سبز پتیاں، سنہری نقش و نگار۔ پس آدمی دہاں

پہنچ کر حیرت کی تصویر بن جاتا ہے۔

ایسے مقبرے کا تصوّر بھی دماغ میں قائم کر لینا انسانی فکر و نظر کا بہت بڑا کارنامہ تھا پھر اس تصوّر کو سنگ مرمر کا لباس پہنا کر محبت کا جیتا جاگتا پیکر بنا کر کھڑا کر دینا یقیناً ہنرمندی کا ایسا کرشمہ تھا جو خدا نے صرف شاہ جہاں کو عطا کیا اس کے بعد کسی کو یہ شرف نصیب نہیں ہوا

شاہ جہاں کا کارنامہ صرف تاج محل ہی نہیں اور بھی کئی عمارتیں ہیں۔ جن میں دہلی کا لال قلعہ، آگرہ کی قومی مسجد اور لاہور کا شالامار باغ ایسی عمارتیں ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی نہیں جو تاج محل کے برابر عظمت و شہرت حاصل کر سکی ہو۔

یہ مقبرہ جب بنا تھا اس وقت بھی یگانہ تھا اور آج بھی یگانہ ہے۔

بقیہ آنکھوں کا پانی از صہ۲۷

مختلف امراض کی تشخیص کا یہ طریقۂ کار ابھی تحقیقات کے ابتدائی مراحل سے گزر رہا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ نئے حقائق نکھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں رونے کی آواز کو امراض کی تشخیص کیلئے ہسپتالوں میں استعمال کیا جائے۔

بچہ بات کر کے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسے رونے کی آواز عطا فرمائی ہے اور آج کا سائنسدان اسی زبان کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

بقیہ: ریفریجریٹر صہ۴۴ سے آگے

کرنے کے کم از کم ۱۵ منٹ بعد چلانا چاہیئے۔ (۲) زمین سے قدرے اونچا رکھیں (۳) دیوار سے ہٹا کر رکھیں (۴) فریج کی مین لائن میں جوڑ نہ ہو (۵) ریفریجریٹر کے ساتھ ارتھ ضرور ہو۔

●

حضرت امام ابو حنیفہ رح کے صاحبزادے حماد نے جب پڑھنا شروع کیا اور انکے استاد نے سورۃ فاتحہ ختم کرائی تو امام ابو حنیفہ رح نے انکو ایک ہزار درہم نذر کئے۔ معلم نے امام سے کہا:

میں نے کونسا بڑا کام کیا ہے کہ آپ اتنی بڑی رقم مجھے دے رہے ہیں۔

امام اعظم رح نے جواب دیا:

تم نے میرے بچے کو علم سکھایا ہے اللہ کی قسم اگر میرے پاس اس سے زیادہ رقم ہوتی تو بھی میں بے تامل دے دیتا۔ کیونکہ میں جو دولت تم کو دے رہا ہوں وہ ختم ہو جائیگی اور جو دولت تم میرے بچے کو دے رہے ہو وہ باقی ہی نہیں رہے گی بلکہ بڑھتی ہی چلی جائے گی۔

(مرسلہ محمد عارف۔ لاہور)

تشحیذ خود بھی پڑھیں اور دوستوں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں۔ (ایڈیٹر)
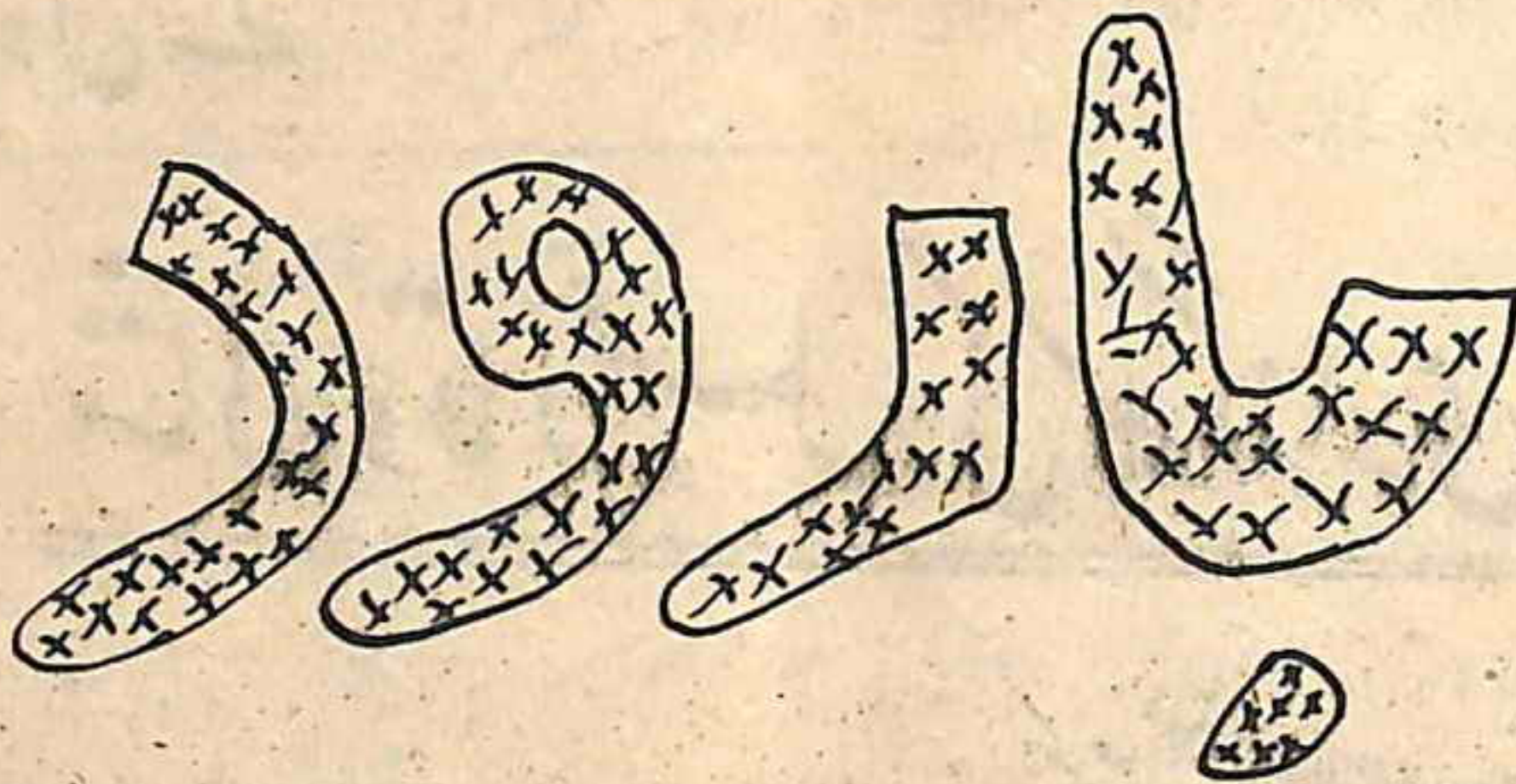
فخر الحق شمس۔ ربوہ

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ چنگیز خان کے زمانے سے بہت پہلے یعنی نویں صدی میں اہل چین بارود بناتے اور اسے آتشیں پٹاخوں میں استعمال کرتے تھے۔ یورپ میں بارود کی ایجاد کا سہرا تیرھویں صدی کے دو راہبوں میں سے کسی ایک کے سر ہے۔ انگریز راجر بیکن یا جرمن برتھولڈ شوارٹز۔

بارود کے لیے تین چیزیں درکار تھیں۔ اول قلمی شورہ دوسرے گندھک، تیسرے کوئلہ۔ بیکن نے شورے کو صاف کرکے قلمی شورہ بنانے کا طریقہ دریافت کیا اور بارود کا نسخہ تیار کر دیا۔ شوارٹز نے اس سے کام لینے کے لیے آتش بار ہتھیار بنائے۔

بہرحال بارود سازی کا بندوبست ہو گیا تو یورپ کی فوجیں تلوار، نیزے اور تیروں کی جگہ لڑائی میں گولیاں استعمال کرنے لگیں۔ کئی جنگوں میں بارود استعمال ہوئی۔ تاہم اس کی اہمیت کا پورا اندازہ نہ ہو سکا لہٰذا تجربات جاری رہے۔ یہاں تک کہ پندرھویں صدی میں بندوق ایجاد ہوئی اور مدمقابل کو دور ہی سے موت کے گھاٹ اتارا جانے لگا۔

حقیقت یہ ہے کہ بارود کی ایجاد کے بعد صدیوں تک یہ مسئلہ پریشانی کا باعث بنا رہا کہ اس سے کام لینے کے لیے موزوں ہتھیار کونسا ہو سکتا ہے۔ پہلے توڑے والی بندوق ایجاد ہوئی۔ پھر چقماقی بندوق نکلی۔ ۱۸۰۷ء میں الیگزانڈر جان فارسنتھ نے ایک ایسی بندوق تیار کی جس کے پیالے پر تانبے کی ٹوپی رکھی جاتی تھی۔ تیئیس سال کے غور و فکر کے بعد فوجی ماہروں نے اسے استعمال کرنا منظور کر لیا۔ آتش بار ہتھیاروں کی اصلاحات کا سلسلہ برابر جاری رہا مگر ان میں غیر معمولی ترقی پہلی جنگ عظیم کے دوران ہوئی۔ چھوٹے سے چھوٹا ہتھیار ۲۲ نمبر کا پستول تھا اور بڑے سے بڑا ہتھیار جرمنوں کی توپ جسے بگ برتھا کہتے تھے اس کی مار اسی میل تک تھی۔

بارود سرنگیں بنانے اور چٹانیں توڑنے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

☆

سہ ماہی اوّل کے

مثالی وقارِ عمل کی کارگذاری

(مکرم مہتمم صاحب وقارِ عمل)

۱۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ وقارِ عمل کے تحت پہلے "مثالی وقارِ عمل" کے انعقاد میں مندرجہ ذیل مجالس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کارگذاری کی رپورٹ بھجوائی۔

دارالفضل فیصل آباد۔ دارالذکر فیصل آباد۔ قیادت ضلع فیصل آباد۔ چک ج ب/۱۲۱ حسن پور فیصل آباد۔ گوجرہ۔ کراچی صدر۔ عزیز آباد کراچی۔ مارٹن روڈ کراچی۔ اورنگی ٹاؤن کراچی۔ ملیر کراچی۔ واہ کینٹ۔ سلطان پورہ لاہور۔ اسلامیہ پارک لاہور۔ بستی کٹیانوالی رحیم یار خان۔ لاڑکانہ شہر مسن باڈہ ضلع لاڑکانہ۔ نصیر آباد ضلع لاڑکانہ۔ انور آباد ضلع لاڑکانہ کھنڈو ضلع لاڑکانہ۔ گوٹھ گیج ضلع لاڑکانہ۔ جام خان ضلع لاڑکانہ ملتان چھاؤنی۔ حسین آگاہی ملتان۔ کھاد فیکٹری ملتان۔ گلگشت کالونی ملتان۔ منڈی مرید کے شیخوپورہ۔ سانگلہ ہل گوجر خان۔ سرگودھا۔ تخت ہزارہ۔ رحمان آباد نواب شاہ مبارک آباد۔ منڈی ہارون آباد۔ کنری سندھ۔ چک ۱۶۶ مراد بہاول نگر۔ چک ۱۰۲/۶ بہاول نگر۔ چک ۱۹۲/مراد بہاول نگر۔ ریتاں ۵؍۔ سکرنڈ۔ پوڑانوالہ گجرات۔ راولپنڈی صدر۔ بہاول پور۔ بستی نور ضلع تھرپارکر۔ میرپور آزاد کشمیر۔ قیادت ضلع خوشاب۔ ربوہ۔ لطیف آباد ضلع تھرپارکر۔

۲۔ مذکورہ مجالس نے بفضلہ تعالیٰ قومی، ملکی تعمیری پروگرام میں اپنی مدد آپ کے تحت کام کیا اور سڑکوں کی بھرتی پارک، باغوں کی صفائی، پُلیوں۔ نالیوں۔ راستوں۔ گذرگاہوں کی درستگی۔ مراکز نماز کی صفائی۔ مقامی قبرستانوں میں وقارِ عمل شجرکاری اور سبزیاں اُگانے کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۳۔ بطور مثال چار مجالس کے نمایاں، شاندار اور مقامی وقارِ عمل کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ قیادت اسلامیہ پارک لاہور

۲۴ جنوری کو مقامی وقارِ عمل جناح باغ میں ہوا۔ خدام اطفال نے مل کر پارک کی عمدہ رنگ میں صفائی کی۔ اس وقارِ عمل کے ذریعہ جو کام کیا گیا۔ اس کا منظر سینکڑوں افراد نے دیکھا غیر ملکی افراد نے وقارِ عمل کے مناظر کی تصاویر متاثر ہو کر اتاریں۔ نیز اسلامیہ پارک نے ہفتہ وقارِ عمل کا بھی اہتمام کیا۔

۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا

مثالی وقارِ عمل ۳۱ جنوری کو سڑک مین روڈ رحمان پورہ پر ہوا اس موقعہ پر مقامی کونسلر مکرم محمد علی صاحب کو مدعو کیا گیا وقارِ عمل کرنے والوں میں احمدی وکیل۔ ۲ ڈاکٹر۔ تاجر اور طالب علم شامل تھے۔ وقارِ عمل میں ایک فرلانگ سڑک کی

مرمت کی گئی۔ وقارِ عمل کا کام ایسے جذبہ اور جوش و خروش سے جاری تھا کہ مقامی انتظامیہ بھی متاثر ہوئی اور سینکڑوں افراد نے اس خدمت خلق کے تحت کئے گئے عوامی کام سے بہت اچھا تاثر لیا۔

۳۔ قیادت ضلع خوشاب بمقام احمد آباد جنوبی

۲۷، ۲۸ فروری کو دو دن وقارِ عمل منایا۔ یہ وقارِ عمل خوشاب شہر سے ۴۵ میل دور جھنگ روڈ پر بستی احمد آباد جنوبی سے شیخ پنجہ اور کھائی کلاں کو ملانے والے راستہ پر دو دن تک ہوتا رہا۔

وقارِ عمل کا افتتاح مہمان خصوصی جناب ملک فلک شیر صاحب بلال نے خود اپنے ہاتھ سے کدال چلاکر فرمایا اور اس کے بعد ولولہ انگیز منظر کا حال دیکھنے کے قابل تھا۔ وقارِ عمل کا کام کٹھن نوعیت کا تھا۔ دو ٹریکٹروں سے مسلسل سات گھنٹے وقارِ عمل کے کام میں مدد لی جاتی رہی۔ سطح زمین سے ۳ فٹ اونچی۔ ۳۰۰ گز لمبی سڑک کی تعمیر نے اس خار دار اور ٹوٹے پھوٹے راستہ کو جو ۲۰ سال سے علاقہ مذکور کے لوگوں کے لیے تعمیر کا تخیل رکھتا تھا، حقیقت بنا دیا۔

۴۔ قیادت ضلع فیصل آباد

شمالی، پُرجوش، منظم اور مؤثر وقارِ عمل ۲۳ مارچ کو اڈہ کھرڑیانوالہ سے کچی سڑک لاٹھیانوالہ رب/۱۹۴ پر منعقد ہوا۔ ۲۰۰ خدام ۱۰۰ اطفال ۵۰ انصار اور ۵۰ غیر از جماعت نے شرکت کی۔ مہتمم وقارِ عمل نمائندہ مرکزیہ نے بھی شمولیت کی۔ ۴ فرلانگ لمبی سڑک پر بھرتی کا دشوار کام تمام حاضرین نے مسلسل ہمت سے جاری رکھا۔ راہگیروں پر اس عمل کا عجیب اثر ہوتا تھا۔

عیدالفطر اور مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ

کل تقسیم کردہ چینی	:	۷۳ کلو
〃 〃 〃 چاول	:	۸۹ کلو
〃 〃 〃 سویاں	:	۱۰۶ کلو
〃 〃 〃 گھی	:	۲۵ کلو
〃 〃 〃 مٹھائی	:	۳۱ کلو
〃 〃 〃 گوشت مرغی	:	۱۵ کلو
نئے کپڑے	:	۸ جوڑے
نقدی	:	۴۰۷۵ روپے

پہلا آل ربوہ ہاکی ٹورنامنٹ

پہلا آل ربوہ ہاکی ٹورنامنٹ مجلس صحت کے زیر اہتمام ۱۸ تا ۲۰/ اپریل منعقد ہوا۔ خدام و اطفال کی ۳، ۳ ٹیمیں شریک ہوئیں۔ ٹورنامنٹ سنگل لیگ کی بنیاد پر کھیلا گیا۔ جس میں صدر بلاک کی ٹیم نے پہلی اور رحمت بلاک کی ٹیم نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اطفال میں رحمت بلاک کی ٹیم اوّل رہی۔

اس ٹورنامنٹ میں بہترین کھلاڑی کا اعزاز خدام میں کریم الدین صاحب اور اطفال میں صلاح الدین یوسف صاحب نے حاصل کیا۔ ہائی سکورر کا انعام شبیر خان صاحب اور فیئر پلے کا انعام قمرالدین صاحب نے حاصل کیا۔ انعامات محترم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب نے تقسیم کئے۔

اخبار مجالس

آگے قدم بڑھائے جا

اجتماعات

قیادت ضلع خانیوال :۔ ۱۱ر اپریل کو یک روزہ اجتماع ۔ ۱۴ مجالس سے ۱۵۰ خدام و اطفال کی شرکت ۔ مرکزی نمائندگان نے خطاب کیا۔

لطیف آباد ضلع حیدر آباد :۔ ۱۸،۱۷ر اپریل کو دو روزہ تربیتی اجتماع ہوا۔ ۵۰ خدام اور ۳۵ اطفال شریک ہوئے۔ علمی اور ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔

سلطان پورہ لاہور :۔ ۱۸ر اپریل کو فورسٹ گراؤنڈ میں اجتماع ہوا صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

تربیتی کلاسیں

قیادت ضلع جھنگ : سالانہ ضلعی تربیتی کلاس ۱۸،۱۷ اپریل کو احمد نگر میں ہوئی ۔ کل ۱۸ مجالس میں سے ۹ مجالس کے ۱۷۸ خدام شریک ہوئے۔ مرکزی نمائندگان نے شرکت کی۔

قیادت ضلع قصور :۔ سالانہ دو روزہ تربیتی کلاس ۱۰، ۱۱ اپریل کو ہوئی ضلع بھر کی تمام مجالس کی نمائندگی ہوئی۔ کل ۶ اجلاس منعقد ہوئے ۔ جلسہ سیرۃ النبیؐ اور مجلس سوال و جواب کا بھی اہتمام تھا۔

علاقہ راولپنڈی :۔ ۱۰، ۱۱ اپریل بمقام بیت النور راولپنڈی علمی اور ورزشی مقابلے بھی ہوئے ۔ محترم صدر صاحب مرکزیہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

قیادت ضلع بہاولپور :۔ چک ۱۶۶ مراد میں تربیتی کلاس ہوئی جس میں ۶ مجالس کے ۳۸ نمائندے شریک ہوئے۔ امیر صاحب ضلع بھی تشریف لائے ۔

خدمتِ خلق

مجلس عزیز آباد کراچی نے ۲۳ تا ۳۰ مارچ ہفتہ خدمتِ خلق منایا ۔ خدام کی بلڈ گروپنگ کرائی گئی ۔ چاروں حلقہ جات میں جملہ بیماروں کی عیادت کی گئی ۔ خون کا عطیہ دیا گیا۔ ناظم خدمت خلق مقامی نے ۷ دورے کئے ۔ ۸ گھنٹے وقت صرف ہوا ۔ ۲۱ کلومیٹر فاصلہ طے کیا گیا ۔ آخری روز خدمت خلق کے موضوع پر لیکچر کرایا گیا۔

تحریکِ جدید

مجلس عزیز آباد کراچی نے ۴ تا ۱۴ر اپریل عشرہ تحریک جدید منایا اس دوران ۳۶۹۰ روپے کی وصولی ہوئی ناظم صاحب تحریک جدید مقامی نے عشرہ میں ۳ حلقہ جات کے ۹ دورے کئے ۔ ۱۴ گھنٹے وقت صرف ہوا اور ۴۴ کلومیٹر فاصلہ طے کیا ۔ دفتر اول کے ۴ کھاتوں کی تجدید کرائی گئی ۔ مطالبات تحریک جدید پر مشتمل پوسٹر شائع کیا گیا ۔

صحت جسمانی

سانگلہ ہل :- ۱۷ اپریل کو حلقہ سانگلہ ہل کی دو مجالس کے آٹھ خدام نے چھانگا مانگا تک سائیکل سفر کیا۔ کل فاصلہ ۱۶۰ کلومیٹر تھا۔

جلسہ ہائے یوم قدرت ثانیہ

مندرجہ ذیل مجالس کی طرف سے یوم قدرت ثانیہ کے سلسلہ میں جلسے منعقد کرنے کی اطلاع موصول ہوئی۔

سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ : ۲۷ مئی ۱۹۸۶ء

چک ۱۶۶ مراد تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر ۳۰ مئی - ۱۴۲ مرد و زن

دارالذکر فیصل آباد : ۲۶ مئی ۶۲ افراد

کرونڈی ضلع خیرپور ۲۷ مئی

شعبہ تعلیم

ڈسکہ :- مارچ میں خدام کے مابین علمی مقابلے کرائے گئے۔ نیز ورزشی مقابلوں میں دوڑیں اور سائیکل ریس اور نیزہ بازی کے مقابلے ہوئے۔

ربوہ : ۷ فروری کو آل ربوہ مقابلہ تلاوت بزم حسن بیان محلہ نصیر آباد کے تحت ہوا۔ جس میں ۱۸ خدام شریک ہوئے مقابلہ کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔

شجر کاری

عزیز آباد کراچی نے مارچ میں شجر کاری کا اہتمام کیا چاروں حلقوں میں ۵۲۰ پھلدار پودے اور سایہ دار درخت لگائے گئے پھولوں کے ۲۳۸ پودے لگائے گئے۔

قلعہ کالروالہ - مئی ۱۹۸۶ء

چار اجلاس عام اور دو اجلاس عاملہ منعقد ہوئے۔ رمضان کے پورے مہینے میں بیت الذکر میں اجتماعی افطاری کرائی جاتی رہی۔ ۳ وقار عمل کئے گئے۔ چار دفعہ کلو اجمیعاً کے پروگرام ہوئے۔

مجلس حسین آگاہی ملتان - مئی ۱۹۸۶ء

ایک اجلاس عام اور ایک اجلاس عاملہ منعقد ہوا۔ چندہ تحریک جدید کی وصولی ۸۰ فیصد ہو گئی۔ ۲ مئی کو وقار عمل ہوا جو دو گھنٹے جاری رہا اس میں ۱۴ خدام و اطفال شریک ہوئے۔ خالد کے آٹھ اور تشحیذ کے ۴ خریدار بنائے گئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ملتان چھاؤنی

مجلس کے سو فیصد خدام تحریک جدید میں شامل ہو گئے چھ خدام خصوصی تحریک میں شامل ہوئے۔ دس خدام نے خدمت خلق کے تحت خون دیا۔ شہر کے چار سکولوں کے پندرہ بچوں میں کتابیں کاپیاں مفت تقسیم کیں۔ شہر کی دس معزز شخصیات کو علمی تحائف دیئے گئے۔ ۲۵ اپریل کو مثالی وقار عمل ہوا جسمیں ۲۵ خدام اور ۲۰ اطفال نے شرکت کی۔ ۷ مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ ماہ اپریل میں بیس خدام نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے

اورنگی ٹاؤن کراچی - اپریل ۸۶ء

۴ اپریل ۸۶ء کو مثالی وقار عمل منایا گیا جس میں ۵۲ خدام نے حصہ لیا۔

۴ اپریل تا ۱۴ اپریل ۸۶ء کو عشرہ اصلاح وارشاد منایا گیا جسکے دوران ۳ اجلاس ہوئے ۱۸ اپریل کو قیادت ضلع کی سطح پر کرکٹ ٹورنامنٹ ہوا۔ ۲۱ اپریل کو ممبران عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں ۱۹ میں سے ۱۷ ممبران شریک ہوئے جبکہ دو ممبران کراچی سے باہر تھے۔ ۱۵ خدام کو نماز باترجمہ سکھلانے کا بندوبست کیا گیا۔ مراکز نماز میں مرکز کی طرف سے مطالعہ کے لیے مقرر کردہ کتاب درس کے لیے رکھوائی گئی۔

آخری صفحہ

حضرت لیث بن سعدؒ بہت بڑے امام حدیث تھے اور بہت دیانتدار تاجر بھی تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے ان سے کچھ پھل خریدے۔ خریدنے کے بعد انہیں اس کی قیمت گراں محسوس ہوئی۔ اس لیے وہ واپس کرنے کے لیے آئے۔ حضرت لیث بن سعدؒ نے پھل واپس لے کر قیمت لوٹا دی۔ پھر جب وہ جانے لگے تو اپنے آدمیوں سے کہا کہ انہیں پچاس دینار مزید دے دو۔ ان کے صاحبزادے نے وجہ پوچھی تو فرمایا:

اَللّٰھُمَّ غَفْرًا، اِنَّھُمْ قَدْ کَانُوْا اَمَّلُوْا فِیْھَا اَمَلًا، اَحْبَبْتُ اَنْ اُعَوِّضَھُمْ مِنْ اَمَلِھِمْ بِھٰذَا۔

اللہ مجھے معاف فرمائے، ان لوگوں نے پھلوں کی خریداری میں مجھ سے ایک اُمید قائم کی تھی (جو پوری نہیں ہوئی) اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ان کی اُمید کے بدلے انہیں کوئی معاوضہ دوں۔

ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور کہا کہ میرا بیٹا بیمار ہے، اس کے لیے تھوڑا سا شہد درکار ہے۔ حضرت لیث بن سعدؒ نے اسے ایک مشک بھر کر شہد دلوا دیا جس میں ۱۲۰ رطل (تقریباً ۶۰ سیر) شہد تھا وہ عورت انکار کرتی رہی کہ مجھے تو تھوڑا سا شہد چاہیئے تھا، لیکن حضرت لیث بن سعدؒ نہ مانے اور مشک اسکے گھر پہنچوا دی۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگا تھا ہم نے اپنے ظرف کے مطابق دیدیا۔

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No. L5830
JULY AUGUST 1986

اِک بات تھی جو دِل سے زباں تک چلی آئی

جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۶ء میں پڑھا جانے والا امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا ایک عارفانہ منظوم کلام

کیا موج تھی جب دِل نے جپے نام خُدا کے ٭ خوشبوؤں کے اُٹھنے لگے سینے سے بھبا کے
آہیں تھیں کہ تھیں ذکر کی گھنگھور گھٹائیں ٭ نالے تھے کہ تھے سیلِ رواں حمد و ثنا کے
اِس بار جب آپ آئیں تو پھر جا کے تو دیکھیں ٭ کر گذروں گا کچھ۔ اَب کے ذرا دیکھیں تو جا کے

آداب محبّت کے غلاموں کو سِکھا کے ٭ کیا چھوڑ دیا کرتے ہیں دیوانہ بنا کے؟
اسلوب سِکھائے ہیں بہت صبر و رضا کے ٭ اب ٹال بھی تو دیجئے دن کرب و بلا کے
اللہ مِرا پردۂ غم چاک نہ ہو جائے ٭ زخم اور بھی بھر جائیں گے غیروں کو دکھا کے
اُکسانے کی خاطر تیری غیرت تیرے بندے ٭ کیا تجھ سے دعا مانگیں ستمگر کو سُنا کے

لاکھوں مرے پیارے تیری راہوں کے مسافر ٭ پھرتے ہیں ترے پیار کو سینوں میں بسا کے
ہیں کتنے ہی پابندِ سلاسل کہ بڑا جُرم ٭ تھا اُن کا کہ نکلے تھے ترا نام سجا کے
مَیں اُن سے جُدا ہوں مجھے چین آئے تو کیوں آئے ٭ دِل منتظر اُس دن کا کہ ناچے اُنہیں پا کے
عُشّاق ترے جن کا قدم تھا قدمِ صدق ٭ جاں دے دی نبھاتے ہوئے پیمان وفا کے
چھت اُڑ گئی۔ سایہ نہ رہا کتنے سروں پر ٭ اَرمانوں کے دن جاتے رہے پیٹھ دکھا کے
اِتنا تو کریں اُن کو بھی جا کر کبھی دیکھیں ٭ ایک ایک کو اپنا کہیں سینے سے لگا کے

دیں مجھ کو اجازت کہ کبھی مَیں بھی تو رُوٹھوں ٭ لُطف آپ بھی لیں رُوٹھے غلاموں کو منا کے
اِک بات تھی جو دِل سے زباں تک چلی آئی ٭ ہر چند کہ پہرے تھے کڑے رُعبِ خدا کے
دیوانہ ہوں دیوانہ۔ بُرا مان نہ جانا ٭ صدقے مری جاں آپ کی ہر ایک ادا کے
سُنئے تو سہی پگلا ہے دل۔ پگلے کی باتیں ٭ ناراض بھی ہوتا ہے کوئی دل کو لگا کے
ٹھہریں تو ذرا۔ دیکھیں۔ خفا ہی تو نہ ہو جائیں ٭ مَیں کچھ بھی نہیں مانگتا جُز صبر و رضا کے
جو چاہیں کریں۔ صرف نگہ ہم سے نہ پھیریں ٭ جو کرنا ہے کر گزریں مگر اپنا بنا کے

فطرت میں نہیں تیری غلامی کے سوا کچھ
نوکر ہیں ازل سے ترے چاکر ہیں سدا کے